دعوتِ اسلامی کے بانی، عاشقِ رسول، امیرِ اہلسنت

دامت برکاتہم العالیہ

علامہ مولانا محمد الیاس عطار قادری رضوی

پر بے جا اعتراضات و جھوٹے الزامات کے جوابات

مظلوم مبلغ

مولانا عابد علی عاجز حجازی

… کمال، تارنگ منڈی، ضلع …

فاضل: جامعہ نعیمیہ لاہور

ناشر: مدرسہ … رضویہ … تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ

بسم اللہ الرحمن الرحیم ہ وصلی اللہ علی النبی الکریم

(جمیع الحقوق محفوظۃ)

الإنتساب

اس **مظلوم مفکّر** (اعلیٰ حضرت) کے نام جس نے تجدیدِ دین کا بیڑا اٹھایا تو بہت سے بیگانے اور کئی اپنے اس کی ذات و کردار کو مجروح کر کے اس کی شخصیت پر اپنے تعصب کا پردہ ڈالنا چاہتے تھے مگر ؎

گونج گونج اٹھے ہیں نغماتِ رضا سے بوستان
کیوں نہ ہو کس پھول کی مدحت میں وا منقار ہے

اور

اس **مظلوم مبلّغ** (امیرِ اہلسنّت) کے نام جس نے احیاءِ سنت کا بیڑا اٹھایا تو بہت سے بیگانے اور کئی اپنے اس کی ذات و کردار کو مجروح کر کے اس کی شخصیت پر اپنے تعصب کا پردہ ڈالنا چاہتے تھے مگر ؎

عطّار تیرے حامی و ناصر ہیں مصطفیٰ ﷺ
کس کی مجال ہے کہ جو تجھ کو دبا سکے

منقبتِ عطّار

مخلص عالم عاشقِ سرور حضرت عطّار ہیں
سنّیوں کے میر و دلبر حضرت عطّار ہیں

بھٹکی خلق کو لائے راہ پر حضرت عطّار ہیں
ہادی، مرشد، کامل رہبر حضرت عطّار ہیں

فضل و کرم اور برکت و رحمت، شاہِ بریلی اعلیٰ حضرت
ان کا ہی یہ فیض سراسر حضرت عطّار ہیں

خلفِ رشیدِ اعلیٰ حضرت، یہ ہیں میرِ اہلسنّت
ملت ہے اب جن کے قدم پر حضرت عطّار ہیں

فرض و واجب سے بھی غافل،سنتوں پے ہو گئے عامل
دیا یہ درس جس نے گھر گھر حضرت عطّار ہیں

عشقِ نبی و غمِ مدینہ سے پر سوز ان کا سینہ
رکھتے ہر دم چشمِ تر حضرت عطّار ہیں

بول ہیں جن کے میٹھے میٹھے، جن کے بیاں سے لاکھوں سدھرے
پاک تضادِ حال سے یکسر حضرت عطّار ہیں

جس کو اپنے بگانے ستائیں، سو طرح سے دل کو دکھائیں
صدمے سہتے سارے دل پر حضرت عطّار ہیں

لاکھ تعلّی تو لے کر،عین کو ان کے پہنچے کیوں کر
تیرے تخیل سے بڑھ کر حضرت عطّار ہیں

دولت شہرت چاہو نہ تم،مدنی کا غم مانگو بس تم
تجھ کو ایسا کریں معطّر حضرت عطّار ہیں

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم ٥ وصلی اللّٰہ علی النبی الکریم

امیرِ اھلسنّت دامت برکاتہم العالیہ کا جان کے دشمنوں کے بارے بھی روشن کردار

(تبلیغ قرآن وسنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک دعوتِ اسلامی کی بڑھتی ہوئی شان وشوکت سے گھبرا کر بدمذہب دشمنانِ اہلسنّت نے ۱۹۹۵ء کو لاہور میں امیر اہلسنّت مدظلہ کی جان لینے کی ناکام کوشش کی جس کے نتیجے میں دو جواں سال مبلغ شہید ہو گئے۔ اس پر امیرِ اہلسنّت نے بارگاہِ رسالت میں اپنا منظوم استغاثہ پیش کیا، جس میں یہ اشعار بھی تھے)

مرا دشمن تو مجھ کو ختم کرنے آ ہی پہنچا تھا
میں قرباں تم نے میری جاں بچائی یا رسول اللہ ﷺ

نہیں سرکار ذاتی دشمنی میری کسی سے بھی
مری ہے نفس وشیطان سے لڑائی یا رسول اللہ ﷺ

حفاظت دشمنوں سے آپ ہی فرمایئے آقا
کہ مجھ کمزور پر کی ہے چڑھائی یا رسول اللہ ﷺ

یہی ہے جرم میرا سنتوں کا ادنیٰ خادم ہوں
ہے میں نے سنتوں سے لو لگائی یا رسول اللہ ﷺ

اگرچہ جان جائے خدمتِ سنت نہ چھوڑوں گا
شہا کرتے رہیں مشکل کشائی یا رسول اللہ ﷺ

ہدایت دشمنوں کو یا نبی ایسی عطا کر دو
یہ بن جائیں میرے اسلامی بھائی یا رسول اللہ ﷺ

تمنا ہے میرے دشمن کریں توبہ عطا کر دو
انہیں دونوں جہاں کی تم بھلائی یا رسول اللہ ﷺ

بچا لو نارِ دوزخ سے بچارے حاسدوں کو تم
میں کیوں چاہوں کسی کی بھی برائی یا رسول اللہ ﷺ

حقوق اپنے کئے ہیں درگزر دشمن کو بھی سارے
اگرچہ مجھ پہ ہو گولی چلائی یا رسول اللہ ﷺ

اسی طرح ۱۹۹۱ء میں کچھ اپنوں کی جانب سے قاتلانہ حملے کے بعد اپنے ایک استغاثے میں اپنی مظلومانہ فریاد یوں پیش کی ------

ہوا جاتا ہے دشمن سب زمانہ یا رسول اللہ ﷺ
سناؤں اب کسے غم کا فسانہ یا رسول اللہ ﷺ

شہا گلزارِ سنت پر خزاں نے کر دیا حملہ
بہاریں سنتوں کی پھر دکھانا یا رسول اللہ ﷺ

مجھے چاروں طرف سے دشمنوں نے گھیر رکھا ہے
بچانا یا رسول اللہ، بچانا یا رسول اللہ ﷺ

جو اپنے تھے وہی بیگانے ہو کر اب ستاتے ہیں
کرم للہ! یا شاہِ زمانہ! یا رسول اللہ ﷺ

ڈرایا بلکہ مارا بھی مجھے یا مصطفیٰ جس نے
اسے بھی اپنے سینے سے لگانا یا رسول اللہ ﷺ

اوراب ملاحظہ کرتے جائیے ماہنامہ بنام 'رضائے مصطفیٰ' والوں کا (اپنوں کے بارے میں) کردار......

بسم اللہ الرحمن الرحیم ہ و صلی اللہ علی النبی الکریم

بڑھ گئی اور بھی ستم کی شدت　　مشق ستم اہل ستم کرتے رہیں گے
منظور تلخی، یہ ستم گوارا ہم کو　　دم ہے تو مداوائے الم کرتے رہیں گے

لہٰذا ضرورت پڑی ہے تو　　ع　　ہم پرورش لوح وقلم کرتے رہیں گے

ماہنامہ بنام 'رضائے مصطفیٰ' کی سنی علما کی کردار کشانہ بری ریت کی کہانی بہت پرانی ہے۔ جسے یہ حق بیانی زعم فرماتے، اوراس پر فخر جتاتے ہیں۔غزالی زماں، مظہرامام احمد رضا، علامہ سید احمد سعید کاظمی صاحب رحمۃ اللہ تعالی سے لے کر امیر اہلسنّت علامہ مولانا محمد الیاس صاحب عطاؔر قادری مدظلہ العالی تک ان کے مجروحین کی فہرست بہت عریض بھی ہے طویل بھی، جن پر شرر باری کرتے جذبہٗ احترام وشفقت شدید علیل بھی ہے قلیل بھی اور جس کے اثرات سے درد مند مسلم وسنی مجروح بھی ہیں قتیل بھی۔ ان کی یہ تیر باریاں اور تیغ آزمائیاں ان کے دامن پر پہلے کئی داغ رکھتی ہی تھیں ابھی اور اضافے کے طور نے جامۂ ماہنامہ کو مزید جدید وشدید بخور کی رنگینی سے جلا بخش دی اوراس کی سیرت کے خونِ ناموسِ علما سے رنگین وشوخ جبین ہونے کی عادت کو نیز پختہ کردیا ے

دامن کو لئے ہاتھ میں کہتا تھا یہ قاتل　　کب تک اسے دھویا کروں لالی نہیں جاتی

ماہنامۂ مذکور نے اپنے حالیہ کارناموں میں امیر اہلسنّت علامہ مولانا محمد الیاس صاحب عطاؔر قادری مدظلہ العالی پر تیر آزمائی کا عرصہ گو دراز کر دیکھا مگر ان کی طرف سے اب تک جواب تو دور کی بات، گلہ و احتجاج تک دامن کشِ قرطاس نہیں ہوا۔ مگر شاید ابھی ان تیر اندازوں کی مشاقی تمام نہیں ہوئی کہ انہوں نے بارِ دگر امیرِ اہلسنّت کا جگر آزمایا ہے۔ مگر اہل جہاں نے ہر باران (امیرِ اہلسنّت) کو کوہِ تحمل وصبر ہی پایا ہے۔ چنانچہ امیر اہلسنّت علامہ مولانا محمد الیاس عطار قادری رضوی دامت برکاتہم العالیہ صبر، صبر اور صبر کرتے ہوئے اس طرح کے منفی طرز پر مبنی سوال و جوابات کے سلسلوں میں الجھنے کے بجائے مثبت انداز میں دین وسنیت کا کام کئے چلے جارہے ہیں، ان کے پاس تو سنتوں کے کام کے دنیا بھر میں آگے بڑھنے کیلئے کڑھنے اور اس کیلئے کوششیں کرنے کی وجہ سے اسے پڑھنے کا بھی وقت نہیں ہوگا۔ وہ تو گویا اس آیت پر عامل ہیں......

وان تصبروا وتتقوا فَإن ذلك من عزم الامور　　یعنی اور اگر صبر وتقوی کرو تو بڑی ہمت کا کام ہے۔

تواضع کا طریقہ صاحبو! سیکھو صراحی سے
کہ جاری فیض بھی ہے اور جھکی جاتی ہے گردن بھی

امیرِ اہلسنّت علامہ مولانا محمد الیاس عطّار قادری صاحب مدظلہ العالی ایک شریف النفس، تواضع پسند، نزاع گریز اور ایک مقبول عاشق رسول ہیں۔ ہر چند کہ

ع ہوتی آئی ہے کہ اچھوں کو برا کہتے ہیں

کے پیشِ نظر کسی کا انہیں برا کہنا کوئی تعجب کی بات نہیں تھی۔ مگر جب ایک طرف ان (امیرِ اہلسنّت علامہ مولانا محمد الیاس عطّار قادری صاحب مدظلہ العالی) کے اسلام وسنیت پر احسانات دیکھے تو ضمیر کی جانب سے خود پر شکر گزاری کے لازم ہونے اور سپاس گزاری کے تقاضوں کے پورا کرنے کے احساس نے جھنجھوڑا، دوسری طرف اپنوں کے بگڑے اخلاق کی طرف ان کی توجہ دلانے کی تڑپ بھی سرگرمِ تحریک ہوئی، نیز اسلام وسنیت کے نقصان کے پہلو پر نظر کی تو فکرِ حجازی وجذبۂ کربلائی نے سکوتِ خیال کی پستی سے نکل کر ندائے حسینی بلند کرنے پر ابھارا۔

کیوں رضاؔ آج گلی سونی ہے اٹھ میرے دھوم مچانے والے

لہٰذا یہ عائذ حجازیؔ، فکرِ حجازی کے اس جذبۂ جانبازی کو لبیک کہتے اور جذبۂ کربلائی کی اس فکرِ علائی کو مرحبا پکارتے ہوئے اس بلند شان محسن، عالی ظرف امیر، اس کی بنائی ہوئی عظیم تحریک اور اسلام وسنیت کی خدمت وپاسبانی میں سے اپنے حصے کی سعادت کیلئے اٹھ کھڑا ہوا۔ امیرِ اہلسنّت و دعوتِ اسلامی کے اچھے کاموں کو اچھا بتایا اور ان پر بے جا اعتراضات کر کے ان کے اسلام وسنیت کے فروغ کی سعی میں روک بننے کی بری روش کو برملا برا جتایا، اور یہ ایک انہی کے مقابل نہیں ہے بلکہ جو بھی اسلام وسنیت کا غدار اور قوم کے لئے ننگ وعار ہوگا اِس فکر وجذبہ کی جسارتوں اور قل الحق ولو کان مرا (حق بات کہو اگرچہ کڑوی لگے) کی جرأتوں کا شکار ہوگا۔

یہ کون سا مرحلۂ عمر ہے یارب کہ مجھے ہر بری بات، بری بات نظر آتی ہے

وہ 'دعوت اسلامی' جس نے اہلسنّت کو غیروں کے فریب وفتور سے بچا لیا۔ وہ 'دعوت اسلامی' جس نے شیخ و شاب (بوڑھوں اور جوانوں) کو بدعملی کی نحوست سے نکال کر کئی سنتوں پر عامل بنا دیا۔ وہ 'دعوت اسلامی' جس نے آنکھوں کو حیا، قلب کو پاکیزگی اور فکر کو جِلا بخشی۔ وہ 'دعوت اسلامی' جس نے مالیت ومادیت کی ہوس ناکیوں سے نجات دلا کر قناعت کی دولت سے مالا مال کیا۔ وہ 'دعوت اسلامی' جس نے عشقِ مجازی کے مبتلا بدحالوں کو اس طلسم سے نکال کر انہیں محبتِ الٰہی جل شانہ اور عشقِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سودا بخشا۔ وہ 'دعوت اسلامی' جس نے لندن وپیرس کے دلدادگان کو مدینے کا راہی بنا دیا۔ وہ 'دعوت اسلامی' جس نے سبقِ قرآن کو بھلانے والی قوم کو پھر اس طرف متوجہ کرنا شروع کر دیا۔ وہ 'دعوت اسلامی' جس نے گالیاں بکنے، گانے بجانے اور گانے والوں کو حمد ونعت گنگنانے، درودوں کے ترانے اپنانے والا کر دیا۔ وہ 'دعوت اسلامی' جس نے بداخلاق، نافرمان اور والدین کے عاق کو خوش اخلاق، مطیع وفرمانبردار اور والدین کا رضا جو بنا ڈالا۔ وہ 'دعوت اسلامی' جس نے

دُنیا بھر میں کیا کیا وہ کر دیا جس کا اس دور و معاشرے میں تصور نہ کیا جا سکتا تھا۔ جسے شک ہو وہ بھی 'دعوتِ اسلامی' کے کسی اجتماع میں خلوصِ دل سے شریک ہو کر نظارہ کر لے۔ اب ایسی پیاری تحریک دعوتِ اسلامی اور اس کے بانی کا دشمن ہو لینا اور اس کے خوامخواہ لتے لئے چلے جانا اور اس میں بد اخلاقی کی حدوں کو چھو جانا کیسی بد ادا اور روشِ بے جا ہے ؎

الٹی سمجھ کسی کو بھی ایسی خدا نہ دے　　　　دے آدمی کو موت پر یہ بد ادا، نہ دے

حتی کہ اس میں ایسی ترقی ان صاحبوں کو نصیب ہوئی کہ امیرِ اہلسنّت دام ظلہ ایسی ہر دلعزیز شخصیت اور اسلام و سنیت کیلئے ان کی ایسی ایسی خدمات کا بھی انہوں نے کوئی پاس و لحاظ نہ کیا اور نبی رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس ماننے والے کو انہوں نے کھل کر گالیاں دینا شروع کر دیں۔ انہیں اپنے زیرِ فرمان نہ رہنے کے جرم کی پاداش میں فتنے باز، سخت دل، بے ادب، ناروا کردار کے حامل، سینہ زور، نمائشی، دوغلہ وغیرہ کہنے کا نہ صرف ارتکاب کیا بلکہ کسی نے (ماہنامہ فیضانِ امیرِ اہلسنّت نے) سمجھایا تو اس کے بھی گلے پڑ گئے۔ پھر 'مظلوم مبلغ' نے آکر ان کی روش کو خود امامِ اہلسنّت مجددِ دین و ملت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی مبارک، پاکیزہ، دین فروغ، ایمان افروز، ہمت و حوصلہ افزا، شستہ و شائستہ تعلیمات کے خلاف ثابت کر کے اس بد ادا سے رجوع باہم محبت کے شیوع (پھیلنے) کی ترغیبات اور اس اندازِ ناساز کے نقصانات پر ترہیبات ذکر کر کے انہی (امام احمد رضا علیہ الرحمۃ) کا خلقِ حسن اپنانے کا کہا جن کے نام سے یہ اپنا کام بناتے رہے۔ اب چاہئے تو یہ تھا کہ یہ اعترافِ جرم فرما کر طریقۂ معذرت، پسندیدۂ شریعت و طریقت اختیار فرماتے اور سابقہ غلطیوں کی تلافی کی کوئی صورت نکالتے مگر...... شاید ظاہری وقار آڑے آگیا ؎

ریاضؔ توبہ نہ ٹوٹے، نہ میکدہ چھوٹے　　　　زباں کا پاس رہے، وضع کا نباہ رہے

بس یہی نشاندہی کرنے پر ماہنامہ 'رضائے مصطفیٰ' میرا بھی مخالف ہو گیا اور اپنی پرانی ریت کی میت اور روایتِ سابق کے مطابق تزیین و آرائشِ صفحات اور اپنے بعض چشم بند قارئین کی تسکینِ جذبات کے لئے مذکورہ ماہنامے (بماہ ذوالحجۃ الحرام) میں مجھے 'ظالم، جاہل، زبان دراز اور نااہل وغیرہ' کلمات و خطابات سے سرفراز فرما کر اسے خوب رنگینی بخشنے کی کوشش کی گئی اور اس کے علاوہ نجی طور پر کیا گیا جو کیا گیا۔

مجھے ان بد القابیوں اور بد اخلاقیوں سے تو مطلب نہیں، مگر اس کی بنیاد بننے والی غلط فہمیوں کے ازالے کے سلسلے میں الفقرالی رحمۃ اللہ الاکبر (حجازیؔ) ضرورحق گزارشات رکھتا ہے۔ نیز ان کے اس فسوں کی قلعی کھولنے اور اس طلسمی شاخ کو کاٹنے کی بھی حاجت ہے جسے انہوں نے مذہبِ حنفی کے اسلاف و اکابر کے شجرِ اصول سے ہٹ کر جمود کے کھوکھلے تنے پر گاڑا اور اس پر الگ تھلگ خیالی مذہب کے آشیانے کے تنکے جمع کئے ہیں۔ لہٰذا اس قسط میں میں ان کے اب کی بار کے فرمودات کا تفصیلی جائزہ پیش کر رہا ہوں تاکہ علمی و اخلاقی اصلاح کا سلسلہ جاری رہے اور غلط فہمیاں مزید فروغ نہ پائیں۔

نیز یہ یوں بھی ضروری ہو گیا تھا کہ ان کے اس انداز سے بلاواسطہ متاثر ہونے والے بعض احباب نے یہ باور کیا یا انہیں کرایا گیا کہ اس (حجازی) نے قبلہ حاجی صاحب کی بارگاہ میں جو ماتحتوں کی شکایت کی جسارت کی تھی اس سے حاجی صاحب کی گستاخی ہوگئی، لہٰذا اس جرمِ عظیم کی بنا پر یہ واجب القتل ہے (جو حاکمِ اسلام کے لئے مرتد کے احکام میں سے ہے)۔ نتیجتاً بعض 'بھلے مانسوں' کی جانب سے مجھے علاوہ مغلظات کے تحفوں کے اِغوا و قتل کے مژدوں سے بھی سرفراز فرمایا گیا۔ صاحبوں کی تیزیٔ ارادت ملاحظہ ہو کہ کتاب توجہ سے دیکھی نہ کسی نے دکھائی، خود بھی نہ کسی نے سمجھائی، بس سنی سنائی من میں سمائی اور اس مخلص عرض گزار سے الجھنے کی بجھائی ؎

ان آنکھوں نے کیا کیا تماشا نہ دیکھا حقیقت میں جو دیکھنا تھا، نہ دیکھا

حالانکہ ایسی کوئی بات اس کتاب میں ہرگز نہیں۔ پھر معاملہ یہ تھا کہ 'رضائے مصطفیٰ' نے ایک دو فروعی مسئلوں کی بنا پر غلط طرزِ نگارش اختیار کرتے ہوئے دنیائے اسلام و سنیت کی محبوب و محسن ہستی امیرِ اہلسنّت حضرت علامہ مولانا محمد الیاس عطار قادری رضوی دامت برکاتہم العالیہ کیلئے انتہائی غیر مناسب و رکیک الفاظ استعمال کئے تھے۔ تحریریں بے نامِ محرر تھیں اور قبلہ حاجی صاحب دامت برکاتہم سے ہرگز ہرگز، ہرگز ہرگز ایسی بیہودہ تحریریں متصور بھی نہ تھیں، لہٰذا الفقر الی رحمۃ اللہ الاکبر (حجازی) نے سب سے پہلے نہایت محتاط طریقہ اختیار کرتے ہوئے قبلہ حاجی صاحب دامت برکاتہم کی بارگاہ میں اس 'نامعلوم محرر' اور اس کے 'غیر متعین معاونین' کی بصیغۂ رجسٹری خط بھیج کر ایک حد تک کھل کر شکایت عرض کی کہ آپ انہیں منع فرما دیجئے کہ یہ فروعی و اختلافی مسائل کو وجہ بنا کر سنیوں میں یوں منافرت نہ پھیلائیں (کہ جن میں علما کے دلائل کی بنا پر اختلاف کی صورت میں حکمِ فسق لگانا تو دور کی بات ہے کسی کو برا بھلا کہنا بھی جائز نہیں، بالخصوص جب کہ اس سے فتنہ پیدا ہوتا ہو، جیسا کہ اصحابِ علم فتوی سے مخفی نہیں)۔ مگر اس خط کا کوئی مثبت جواب یا آئندہ ایسا کرنے میں احتیاط کا کوئی عندیہ نہ ملنے پر یہ گمان کرتے ہوئے کہ ادارہ رضائے مصطفیٰ کے کسی رکن نے وہ مکتوب حاجی صاحب تک پہنچنے ہی نہیں دیا اور یہ اراکین ہیں کہ اپنی ہٹ دھرمی سے باز ہی نہیں آرہے اور سنیت کا نقصان واضح ہے تو مجبوراً اس احقر نے وہی خط چھپوا کر اسی حق بیانی و کوششِ اصلاح کا ارتکاب کر لیا جو ان کے نزدیک بھی جرم نہیں ہونا چاہئے۔

مگر اس وقت مجھے شدید افسوس اور انتہائی رنج و قلق ہوا جب مجھے پتہ چلا کہ قبلہ حاجی صاحب دامت برکاتہم کی بارگاہ میں بھی میرے بارے میں بعض غلط فہمیاں اور اشکال حضوری پا کر باعثِ جلال ہیں۔ یہ انہیں اراکین کی کارگزاری ہو سکتی ہے جنہوں نے دوسروں پر کیچڑ اچھالنے کی روش ترک کی نہ اپنی اصلاح چاہی، اور عرض کرنے پر بحیثیت ایک سنی کے میرے درد کی پکار سننے کی کوشش فرمائی نہ کسکِ دل کی صدا پر التفات کی، الٹا میرے سحابِ خلوص (خلوصِ دل کے بادل) کو غلط فہمی کے سیاہ چشمے سے ملاحظہ کرتے ہوئے عناد و بغض کا دھواں یقین کئے لیتے ہیں ؎

'خلق' باقی ہے نہ 'اِن' میں باہمی اعزاز ہے
سب کی ہے تذلیل اور تعظیم ان کے ہاتھ میں

ان حضرات نے جیسا بھی رویہ روا رکھا، میں قبلہ حاجی صاحب کو اپنے اکابر سے جانتا رہا اور حضرت کی شخصیت وشیوخت کا تصور حسنِ ظن کے اُفق کی شفق بنائے رہا۔ مگر بُرا ہو غلط فہمیوں کی اندھیریوں کا کہ یہ ان رہے سہے اُجالوں کو بھی چھپایا چاہتی ہیں۔ باوجود مثبت کوششوں کے، کہ میں نے اولاً بصورتِ خط ازالۂ تکدرات وشبہات چاہا، ناکامی پر ان کا انداز اختیار کر کے چھاپا، پھر کفِ لسان وقلم کرکے (زبان وقلم روک کر) بواسطۂ شخصیات وبذریعۂ قاصد وپیغامات، اکابر کی موجودگی میں آمنے سامنے بیٹھ کر بگفت وشنید، اصلاحِ احوال کیلئے بار بار دعوتِ مفاہمت پیش کی، مگر سامنے سے صاف صاف ڈھٹائی اور منفی پراپیگنڈا پیش آیا جبکہ میں مصلحانہ انداز میں بات چیت کے ذریعے درست وغلط کے فیصل، مسئلے کے حل اور آئندہ کے لائحہ عمل کیلئے اب بھی اپنی پیش کش پر قائم ہوں۔

(البتہ یہاں میں ان اوچھے ہتھکنڈوں کا بیان محذوف کرتا ہوں جو انہوں نے مجھ سے زبردستی کے رجوع کی تحریر لینے کے سلسلے میں مجھے پریشرائز کرنے کیلئے استعمال کئے، وگرنہ جہاں ان کی شرافت کے ڈھول کا پول کھلتا وہاں حلقۂ عوام وطبقۂ علما بھی ان پر ضرور برافروختہ ہوتا۔)

بہر حال میں صبر کرتے ہوئے اس صورتِ حال میں تعجب اور افسوس کے ساتھ دلِ رنج آشنا سے آہِ نارسا کھینچ کر یہ کہنے اور کچھ معروضات پیش کرنے کے سوا اور کچھ نہیں کرتا کہ آہ! میری آہ کی نارسائی...... اُف! میرے ابلاغ کی ناطاقتی...... وائے! میرے اظہار مافی الضمیر کی عدیم القدرتی...... ہائے! ان اہل الرائے کی نافہمی ؎

اک لطف کی نگاہ بھی ہم نے نہ پائی ان سے
رکھا ہمیں تو ان نے آنکھیں دکھا دکھا کر

بات یہیں تک رہتی تو بھی تھا، الٹا مجھے واضح وصریح طور پر ظالم وغیرہ لکھ دیا گیا اور متعین طور پر بالتصریح ظلم وغیرہ حرام قطعی افعال کی نسبت میری طرف کر دی گئی، مگر اس حکمِ قطعی کی کوئی دلیلِ علیل بھی ذکرِ جلیل میں نہ آئی۔ جبکہ اس احقر نے امیر اہلسنت کو مظلوم مبلغ کہا تو دلائل سے کتاب بھر دی۔ کسی پر فتوی لگانے (اس پر کوئی شرعی حکم عائد کرنے) کا فن کوئی شترِ بے نکیل یا بچوں کا کھیل نہیں۔ اس میں فقط قرطاسِ سند یا کوئی نسبتِ تلمذ کافی نہ کِبَر وکُہنگی اور شہرت ومہتری وافی۔ شیخ سعدی علیہ الرحمۃ کا فرمان عالمگیر سچائی رکھتا ہے ؎

توانگری بہ دل است نہ بمال　　　　بزرگی بعلم است نہ بہ سال

ایک فردِ جرم (حسبِ عادت بغیر ثبوت کے) یہ بھی عائد کی گئی کہ میں نے ذاتی حملے کیے۔ حالانکہ میں نے اپنی تحریر میں کوئی حکم لگانے میں اِلتزاماً (ان کی طرح) کسی ذاتِ معین و مشخص کو واضح کر کے نشانہ نہ بنایا بلکہ جہاں ایسے حوالوں کی ضرورت پڑی فقط اشاروں سے کام چلایا۔ میں چاہتا تو نام بنام سب کا کچہ چٹھہ کھول دیتا۔ مگر نہ میں ایسی ذہنیت رکھتا ہوں نہ اس میں سنیت کا کوئی فائدہ پاتا ہوں۔ رہا اراکین ادارہ کی بر بنائے نقصانِ سنیت بعض غلطیوں کی نشاندہی کرنا تو کسی ادارے پر عمومی تنقید کا وہ حکم نہیں جو کسی خاص ذات کو نشانہ نشترِ شرارت بنانے اور طعنۂ طنز میں مہارت دکھانے کا ہے، کیونکہ عمومی طور خرابی بیان کرنے میں اچھے لوگوں کا استثنا ضرور ہوتا ہے، جیسا کہ یہاں میں سمجھتا ہوں مفتی ظریف قادری صاحب ان اراکین کی کارگزاریوں سے مستثنیٰ ہونگے کہ مجھے ابھی ماہنامہ 'فیضانِ امیر اہلسنّت' کے ایک سابقہ شمارے میں ان کا ایک مکتوب پڑھنے کا اتفاق ہوا جو انہوں نے ماہنامہ 'اعلیٰ حضرت' والوں کو جماعتی نقصان کے پیشِ نظر کسی بزرگ شخصیت کا مکتوب شائع نہ کرنے کے سلسلے میں لکھا تھا اور بہت مثبت انداز لئے ہوئے ہے بلکہ مناسب سمجھتا ہوں کہ اس کا کچھ حصہ بھی ذکر کر ہی دوں۔ لہٰذا ملاحظہ کیجئے۔

خدمت اقدس حضرت والاشان صاحبزادہ محمد سبحان رضا خان زید مجدہ،

السلام علیکم ورحمۃ المولیٰ وبرکاتہ، مزاج بخیر!

جریدہ مبارکہ ماہنامہ اعلیٰ حضرت کا شمارہ ۳ مطابق ربیع الاول و مارچ موصول ہوا۔ بحمدہ تعالیٰ رسالہ مذکورہ ایک عرصہ سے تسلسل کے ساتھ موصول ہو کر نظر نواز ہو رہا ہے۔ اس رسالہ کے آخری صفحہ پر مولانا............صاحب آف...... پاکستان کا دعوت اسلامی کے بارے میں ان کا کوئی تفصیلی مضمون شائع کرنے کے سلسلہ میں مکتوب شائع ہوا ہے۔ فقیر کی اس سلسلہ میں گذارش ہے کہ اہلسنّت کے عالمی اجتماعی مفاد کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے ہرگز ہرگز مولانا موصوف کا دعوت اسلامی کے بارے میں مضمون شائع نہ فرمایا جائے اس سے جہاں اہلسنّت اور دعوت اسلامی کو نقصان پہنچے گا اس سے اس کے منفی اثرات خود مرکز یعنی آستانہ عالیہ بریلی شریف پر بھی پڑیں گے جس کے نتائج میں آخر اپنے نقصان کے علاوہ کچھ حاصل نہ ہوگا۔

البتہ مناسب خیال فرمائیں تو بالمشافہ یا بذریعہ فون و مکتوب مولانا محمد الیاس قادری صاحب سے رابطہ قائم فرمائیں۔ ان کا مضمون شائع کرنا تو درکنار ان کا مکتوب بھی اگر شائع نہ کیا جاتا تو بہتر تھا۔ بے شمار مسائل ایسے پیدا ہو چکے ہیں جن میں سنی علماء ایک دوسرے کے ساتھ تحقیق و آراء میں مختلف ہیں۔ کس کس کے ساتھ لڑا جائے گا اور اہلسنت کو کہاں تک تقسیم کیا جائے گا۔ مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانِ عالیشان 'جب تم دو بلاؤں میں مبتلا ہو جاؤ تو اَیْسَر کو اختیار کر لو' ہمارے لیے بہترین رہنما ہے۔

مولانا مفتی محمد رضاء المصطفیٰ ظریف القادری دام ظلہ العالی

حقیقت بات ہے کہ صاحبانِ خلوص وحاملانِ درد یہ نکتہ بہت سمجھتے ہیں کہ اجتماعی مفادات کی خاطر شخصی وذاتی مفادات وجذبات قربان کرنا پڑتے ہیں۔ خوامخواہ کی شدت جہاں منافرت پھیلا کر اجتماعی نقصان کا باعث بنتی ہے وہاں ضد وعناد کے جذبوں سے سرشار کر کے تعصب کا رنگ دھار کر شخصیت کو بھی داغدار کر دیتی ہے اور پھر ہٹ دھرمی کا جہاز ساحلِ عاجزی سے دور، بہت دور نکل جاتا ہے کہ وہاں سے بظاہر واپس آنے کی امید نہایت کم رہ جاتی ہے۔ اس جہاز کے سواروں میں سے اسے ہی لوٹتے دیکھا ہے جو حق کی طرف شناوری کی ہمت وافر رکھتا ہو۔ اللہ کرے کہ ہمارا پورا جہاز ہی مع جمیع مسافرین ہمیں واپس مل جائے اور باہم محبت کی بہاریں اور رونقیں لوٹ آئیں۔ اے کاش! ہم اہلسنّت کو پھر سے سایہ سرپرستی کی درازی نصیب ہو جائے ۔

پاؤں رکھتے ہی وہ زمیں پہ نہیں — کیا ہم آنکھیں بچھا نہیں سکتے

پھر ان صاحبوں کو اتنا معلوم ہونا چاہئے کہ اگر مجھے ذاتی حملے ہی کرنے ہوتے تو میرے پاس (موڑایمن آباد کے حالیہ واقعہ کی طرح کا) کثیر مواد تھا۔ مگر مجھے ان سے بغض وعناد ہے نہ میرا ان سے کوئی ذاتی جھگڑا کہ انہیں اچھالتا پھروں۔ میں نے فقط دینی اجتماعی نقصان کے پیشِ نظر یہ اقدام کیا اور اس میں بھی حتی الوسع یہ احتیاط کی کہ پردہ رہے اور کسی فردِ معیّن کی نامزدگی یا تصریح بحکم نہ ہو۔ مگر مجھے حیرت ہے کہ میں ان کی اس قدر رعایت ولحاظ داری سے کام لے رہا ہوں اور حضرات ہیں کہ خوامخواہ لسی میں پانی ملائے چلے جا رہے ہیں اور باز ہی نہیں آتے۔ لہٰذا ان سے گزارش ہے کہ ۔

حد سے زیادہ جور وستم خوشنما نہیں — ایسا سلوک کر جو تدارک پذیر ہو

یہ بھی اراکین وکارکنانِ ادارۂ 'رضائے مصطفیٰ' پر مخفی نہیں رہنا چاہئے کہ کوئی لاکھ کوشش کر کے عوام الناس سے حقائق چھپائے خلافِ واقع دوسروں پر فتنہ ودوغلہ پن اور ظلم وجہل کے حکم لگانے میں تحکمانہ (زبردستی کا حکم لگانے والا) انداز اپنائے اور زبردستی کے رجوع کیلئے تہذیب سے گرے ہتھکنڈے استعمال میں لائے، تاریخ کا قلم ان 'دیانت داریوں' کے اِرقام سے سبقت وغفلت نہیں کرے گا تاکہ کسی دور کے صاحبانِ تحکّم اور جعفرینِ بنگال وصادقینِ دکن کا حال ڈھکا چھپا نہ رہ جائے۔
جہاں تک علمی اختلاف وموقف کا معاملہ ہے تو مجھے عزت وجلال وبزرگی والے کثیر علماء کرام کی تائید وحمایت حاصل ہے جو مجھے عملاً تقاریظ وتعاون کی پیش کشیں متعدد مرتبہ کر چکے تھے۔ مگر افقر الی رحمۃ اللہ الاکبر (حجازی) اس سلسلے میں اپنے علما کے درمیان انتشار سے بچنے کیلئے عمداً خاموشی اختیار کئے رہا۔ ہاں، جب محسوس ہوا کہ آپ جیسے عالی حضرات کی مزعومہ مخلصانہ ومہذبانہ تحریریں عوام الناس میں غلط فہمیاں عام کر کے اسلام وسنیت کی ایک معروف تحریک کی کارکردگی پر کسی حد تک اثر انداز ہو سکتی ہیں جو شخصی نہیں جماعتی نقصان ہے تو ضروری جان کر دفاع میں ساعی اور ذرائع نقصان کے سدباب کا عازم ہوا۔ کاش! آپ صاحبان بھی اس نکتے کی طرف نظر فرما کر میرا درد سمجھ جائیں ۔

نکالا چاہتا ہے کام کیا طعنوں سے تو غالب — تیرے بے مہر کہنے سے وہ تجھ پہ مہربان کیوں ہو

ایک عظیم غلط فہمی یا مغالطہ آمیزی

'مظلوم مبلغ شائع و تقسیم کرنے والوں کے لئے چشم کشا و حقیقت نما' کا جملہ ان حضرات نے دُرست لکھا (فجزاهم الله)
مگر 'مظلوم مبلغ' کے بعد وقفہ (،) اور اس ضروری اضافے سے ذہول کو ہم نظر انداز کر کے اب ذکر کئے دیتے ہیں،
'اور یہ 'مظلوم مبلغ'، قارئینِ غیر متعصبین کے لئے بھی چشم کشا و حقیقت نما ہے۔'

البتہ اسے دعوت اسلامی والوں کی کتاب کہنے کے شیخی مار دعوے کے سلسلے میں عرض گزار ہوں گا کہ 'رضائے مصطفٰی' ماہنامے والے حسبِ دستور ڈنڈی مارنے سے باز نہ رہ سکے اور پھر بلا تحقیق بطورِ غلط فہمی یا مغالطہ آمیزی اِغوائے عوام میں مبتلا ہو گئے۔ حالانکہ یہ کتاب افقرالی رحمۃ اللہ الاکبر (حجازی) نے اپنے ایک دوست کی مدد سے اپنی ترکیب سے لاہور سے، پہلے کم تعداد میں اور جب انصاف پسند علماء و عوام کے ہاں اس کی مقبولیت اور ہاتھوں ہاتھ اس کی بکری دیکھی تو پھر نئے ٹائٹل اور اضافے کے ساتھ زیادہ تعداد میں چھپوائی اور بغیر کسی مادی نفع کے نہایت کم قیمت پر ملک بھر میں پہنچائی۔ ہاں، اگر کچھ دل جلے اسلامی بھائیوں نے بھی اسے خریدنے وغیرہ میں دل چسپی لی تو آپ کے کارکنان بھی ان کے سامنے "رضائے مصطفٰی" لہراتے رہے تھے۔ بہر حال......

ع نہ تم صدمے ہمیں دیتے، نہ ہم فریادیوں کرتے

نیز اس وہم (کہ میں امیر اہلسنّت مد ظلہٗ کے ایماء و حکم سے 'رضائے مصطفٰی' کے پول کھول رہا ہوں) کی تزویل و تبعید (زائل کرنے اور ذہن و عقل سے دور و بعید) اور وضاحتِ مزید کرنے کے لئے مجبوراً ایسا انداز اختیار کئے لیتا ہوں کہ جسے مسلمان نہ مانے گا تو پھر کون مانے گا۔

لہٰذا میں بقسم کہتا ہوں، واللہ، باللہ، تاللہ، للہ! جلت قدرته و تعالی شانه میرا مولانا محمد الیاس قادری صاحب دام ظلہ سے کوئی رابطہ رہا نہ ہے اور آپ حضرات سے میری کوئی ذاتی مخاصمت تھی نہ ہے۔ میں بالتصریح اپنے لکھنے کی حیثیت و غرض، عرض کر چکا۔ کیا آپ کو ایک خادمِ سنیت کے کلمات کی سچائی پر یقین نہیں؟ مجھے سمجھ نہیں آتی کہ آپ حضرات کو آپ کی غلط فہمیاں کیسے باور کروائی جا سکتی ہیں اور وہ کیسے دور کی جا سکتی ہیں؟ جبکہ آپ بغیر تحقیق و تفتیش کے کچھ کا کچھ سمجھ لیتے اور اسی خود فہمی پر جزم و یقین کی حصنِ حصین میں عزلت گزین ہو لیتے ہیں۔

آپ حضرات کی کارروائیوں اور تحریروں کا لب لباب جو بادی النظر میں سمجھ میں آتا ہے، یہ ہے کہ گویا' میں دعوت اسلامی کے کسی ذمے دار کی حیثیت سے آپ کا رد کر رہا ہوں اور اس بات پر چیلنج کر رہا ہوں کہ آپ کا مسائل مذکورہ میں عدم جواز کا موقف اختیار کر کے عمل پیرا ہونا ناجائز و حرام ہے۔ اسی طرح کے بعض خدشات ایک علمی شخصیت کی جانب سے بھی تشریف لائے تھے، اُن کے تردُّدات کے ازالے کی کوشش میں انہیں کچھ معروضات پیش کی تھیں، اِن سے بھی غلط فہمیوں کے خول سے باہر آنے کی گزارش و اصلاح کی امید کے ساتھ اسی طرح کچھ عرض کئے دیتا ہوں (اگر چہ ہوائے ضد کے آگے قبولِ حق کے جذبے کا دیا بجھ کر رہ جاتا ہے، مگر جبکہ خلوص کے شفاف زجاجے اور عاجزی کی مضبوط محرابی مشکاۃ سے استفادہ کیا جائے تو پھر اس دیے کو کوئی نہیں بجھا سکتا اور عارضی طور پر غلط فہمی کی آندھی کے سامنے ٹمٹمانا زیادہ دیر نہیں رہتا)۔

اولاً...... میرے ارد گرد کے معتبر سُنی احباب خوب جانتے ہیں کہ میرا دعوت اسلامی والوں سے کیا تعلق، کتنا رابطہ اور کیا مفاد ہے۔ میری تحریر سے یہ اندازہ لگانا کہ میں دعوت اسلامی یا اس کے ذمے داران کا کوئی قریبی رفیق ہوں، اگر بحیثیت ایک دردمند سنی و مسلم کے ہو تو سو فی صد درست ہے اور اس معنی میں علما سمیت سنیوں کی اغلب اکثریت میری حامی و ہمنوا اور دعوت اسلامی کی خیر خواہ ہے مگر اس کی کسی ذمے داری سے افقر الی رحمۃ اللہ الاکبر کو کوئی واسطہ نہیں۔ رہا اس کے شعبہ و کارکردگی سے آگاہ ہونا تو وہ (جیسا کہ میں نے 'مظلوم مبلغ' میں بھی وضاحتاً و دفعاً للتوہم والظن عرض کر دیا تھا کہ یہ) مکتبۃ المدینۃ سے شائع شدہ رسائل 'احساسِ ذمہ داری' اور 'دعوتِ اسلامی کا تعارف' نامی رسائل وغیرہ سے ماخوذ ہے، اسے کوئی بھی اردو خواں پڑھ کر اور حساس و مبصر مشاہدہ کر کے معرفت حاصل کر سکتا ہے اور عقل مند اس کی اہمیت سمجھ کر اسے نقصان پہنچانے کے خسران کا اندازہ لگا سکتا ہے۔ ہاں، نہ سمجھنے کی بھی صورت ہے اور وہ (ضد و عناد وغیرہ کے علاوہ) یہ ہے کہ ؎

اے کاش ہم کو سُکر کی حالت رہے مدام　　　تا حال کی خرابی سے ہم بے خبر رہیں

البتہ یہ وضاحت ضرور کروں گا کہ میں کئی وجوہ کی بنا پر ذاتی طور پر مولانا محمد الیاس قادری صاحب سے متاثر ہوں۔ میرے ان سے متاثر ہونے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ وہ آپ کی کارروائیوں کے جواب میں مثبت ردِ عمل اختیار کیے ہوئے ہیں، عمر عزیز کی توانائی غزیر باہم دست و گریباں ہونے، اپنوں ہی کو نشانۂ ستم بنانے، بجائے مثبت منفی و مخالفانہ کاموں میں زور و وسائل لگانے اور باندازِ غلط اپنوں ہی پر فوقیت جتانے میں صرف کرنے کے بجائے دنیا بھر میں دین و سنیت کو فروغ دیتے ہوئے قولاً ہی نہیں عملاً 'اپنے آقا اعلیٰ حضرت' کی غلامی کا حق ادا کر رہے۔ یہ آپ کے معتوب امیر اہلسنّت ہی ہیں جو ممالکِ دنیا، پاکستان اور انڈیا، چین اور رشیا، انگلینڈ اور امریکہ، عرب و افریقہ اور (محاورتاً) ہر وادی و صحرا میں نہایت تیزی کیساتھ پیغامِ رضا عشقِ مصطفیٰ عام کرنے میں ساعی و کوشاں ہیں۔ ان کا اس عظیم مقصد کو پانے کیلئے اِدھر اُدھر کی شخصیات کے بلاوجہ کے تعصّبات سے عدم التفات کر کے برفتارِ دوروزماں آگے بڑھتے چلے جانا ہی قرینِ حکمت و قابلِ ستائش ہے۔ جب کہ آپ حضرات ان کے حلم اور نظر انداز کر دینے کی مبارک خُو کو خواہ مخواہ ہٹ دھرمی اور گھمنڈ وغیرہ قبیح صفات سے تعبیر کر کے غضب و جلال کی تصویر بنے بیٹھے اور

اپنے قارئین کو بھی یہی گھٹی پلائے چلے جاتے ہیں۔ جہاں کسی کے اچھے کاموں کا اعتراف وسعت ظرفی ہے، وہاں چند فروعی اختلافی امور کی وجہ سے خوامخواہ اس کے ان کاموں میں رکاوٹیں کھڑی کرنے کی کوشش کرنا تنگ نظری و اِفلاسِ فکری بھی ہے۔

والله یعلم المفسد من المصلح   اللہ جانتا ہے کہ کون مُصْلِح اور کون فسادی ہے۔

نیز بقول آپ کے اب تک ان کا ضمیر اگر آپ پر واضح ہی نہیں تو وہ جبروتی قہاری حکم کیونکر اور کس بنا پر صادر فرما دیے گئے ۔

گالی جھڑکی خشم خشونت یہ تو سر دست اکثر ہیں
لطف گیا، احسان گیا، انعام گیا، اکرام گیا

میرا حسنِ ظن رہا کہ آپ حضرات کے اکثر مواسمِ عمر کتب بینی کی بہاروں میں بیتے ہونگے، لہذا فہمِ مقصودِ مصنف کا خوب ملکہ ہوگا۔ مگر آپ کی تحریریں اس سلسلے میں بہت گمان شکن واقع ہوئیں۔ آپ کی تحریر سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ یا تو آپ نے اب تک 'مظلوم مبلغ' کے مکمل مطالعے کی زحمت گوارا نہیں فرمائی یا آپ نے اس کے مشمولات کو عنادِ قلبی، رقابتِ ہم عصری اور جرأتِ رندی کے درجے میں اتار کر ملاحظہ فرمایا ہے۔ کاش! آپ مثبت ذہنی و منصف مزاجی اختیار فرماتے ہوئے اس کتاب کے بین السطور درِ مستور کے مطالع ہوتے تو میری مخلصانہ معروضات و گزارشات کو معاندانہ اور درد بھرے جذبات کو رندانہ ہرگز نہ پاتے۔ وہ تو نہیں تھے مگر خلوصِ سنیت کا عسل و انگبین، ہاں اس میں شکایت کی کھٹاس ضرور تھی اور سکنجبین تو ویسے بھی عندالاطباء نافع چیز ہے۔

مگر آہ! یہ سب بیکار اور غلط فہمیاں برقرار۔ چنانچہ ایک اور غلط فہمی جس کے گرد آپ کے مضامین و خطابات تیز جولاں ہیں یہ ہے کہ میں (الفقیر حجازی) ان مسائل کو بنیاد بنا کر گویا آپ کی ذوات کو چیلنج کر رہا ہوں جن میں آپ اور مولانا محمد الیاس قادری صاحب کے حامی علماء مختلف ہیں۔ حالانکہ کوئی کم فہم (مگر غیر متعصب) شخص بھی 'مظلوم مبلغ' پڑھ کر سمجھ گیا ہوگا کہ اس کا مرکزی نکتہ ان مسائل کو بنیاد بنا کر غلط روش اختیار کرنے کی مذمت ہے نہ کہ فی نفسہ آپ حضرات کی عالی شخصیات کی۔ بار بار کی صراحت کے باوجود نا جانے آپ نے اس نکتے پر پہنچنے کی کوشش کیوں نہیں فرمائی۔ یہاں دیگر قاعدوں سمیت الصریح یفوق الدلالۃ بھی بے توقیر رہا۔ خلط مبحث و غیر متعلق گفتگو کا الزام بھی خود آپ پر لوٹتا ہے جنہوں نے اولاً تغیرِ زمان و قولِ ضروری کی اہمیت پر نظر فرمائی نہ اکابر کی معیت کی حقیقت و کُنہ پائی، حالات کی نزاکت دیکھی نہ حکم لگانے کی حکمت سمجھی اور نہ فتنے کے پھیلنے کا خوف کیا اور بے محل مسائلِ اختلافیہ کی بحث چھیڑ کر اہل سنت میں نفرتیں پھیلانے پر کمر باندھی ۔

میر صاحب! نئی یہ طرز ہوا اس کی تو کہوں   مُوجب آزردگی کا، وجہِ غضب مت پوچھو

پھر مزید اعلیہ اصل موضوع سے ہٹتے ہوئے چھیڑی ہوئی فقہی ابحاث چھوڑ کر شخصی و ذاتی حملے شروع فرمادئے اور متعین طور پر نام بنام گالیاں اور بدمذہبوں کے لئے مخصوص اپنے ذخیرۂ الفاظ سے بھی باہر کہیں کے سیاہ ناموں سے بدالقابیاں لا چھاپیں۔ بتایئے! اصل موضوع سے ہٹ کر مولانا الیاس قادری دامت برکاتہم العالیہ کی معظم ہستی کو فتنے باز، سخت دل، بے ادب، ناروا کردار کے حامل، سینہ زور، نمائشی، دوغلہ وغیرہ کہنے کی غلطی آپ حضرات سے واقع نہیں ہوئی؟ بتایئے! یہ مذکورہ گالیاں فقہی اصطلاحات کے کون سے الفاظ ہیں؟ یہ تربیت ہوئی ہے آپ ادارۂ رضائے مصطفٰی والوں کی؟ بتایئے! اصلاح کی ضرورت کسے ہے؟

حد یہ کہ اب بھولے بنتے یہ کہتے ہیں کہ 'بس یہی نشاندہی کرنے پر 'مظلوم مبلغ' میں......الخ'۔ چاہئے تو یہ تھا کہ آپ خود ہی اس غلطی کا اعتراف کرتے اور اس سے رجوع کر کے ان سے صاف صاف معافی مانگ کر رضائے مصطفٰی کی طہارت برقرار کرتے اور آئندہ سنیوں میں منافرت انگیزی کی مکروہ روش یکسر ترک کرتے، لیکن (ہائے نفس!) ایسا کرنا تو دور کی بات ہے اگر کسی نے اس طرف توجہ بھی دلا دی تو وہ ظالم، جاہل، زبان دراز اور نااہل اور نہ جانے کن کن خرابیوں کا جامع ہوگیا۔ آپ سارے جہان کی ہستیوں کی گرد جھاڑنے کے مفت کے ٹھیکے دار، اور کسی نے اگر آپ کے احرام میں لگی خوشبو کی طرف اشارہ کردیا تو وہ ان خطاباتِ مذکورہ (ولعل ماتخفی فی صدورہم اکبر) کا مستحق، بدبخت اور دو جہانوں میں تباہی کے لائق؟

اگر غفلت سے باز آیا، جفا کی — تلافی کی بھی ظالم نے تو کیا کی

اور اپنی ساکھ بچانے کی فکر ایسی کہ ہم سے اب بھی یہی مطالبہ ہے کہ ؎

اے اسیرانِ تہِ دام نہ تڑپو اتنا — تا نہ بدنام کہیں چنگلِ صیاد کرو

اگر یہی فقہی اختلاف سنجیدہ، شستہ اور علمی انداز میں کیا جاتا اور بیہودہ و غلیظ الفاظ ایسی مبارک و محترم ہستی کیلئے استعمال نہ کئے جاتے نیز یہ اختلافات شائع فی العوام کرنے کے بجائے باہم بڑوں ہی میں بیٹھ کر نمٹائے جانے کی کوشش تک محدود رہتے تو کس کو سودا تھا کہ آپ حضرات کی بارگاہ پر جلال میں عارض ہوتا۔ پھر یہ عاجز حجازی عارض ہو ہی لیا تو اس کے ساتھ ایسا سلوک جیسے یہ اسلام و سنیت ہی سے نکل گیا۔ پیشِ بارگاہِ خدا سب نے حاضر ہونا ہے۔ کیا جواب دہی آخرت سے ہر طرح کا چھٹکارہ ہے؟ کیا شریعت اسلامی میں پاپائیت کی طرح احکام کی پابندیاں عوام و خواص کیلئے جدا جدا ہوگئیں کہ خواص بھلے کچھ کریں کوئی پکڑ نہ ہوگی؟ نیز کیا بزرگوں کی نسبت ان کی منشا کے خلاف کرنے پر بھی وہی فائدہ دے گی؟

کس قدر عالمگیر ڈھٹائی ہے کہ بزرگوں کا نام لے کر اپنی کارگزاریوں کو چھپایا چاہتے ہیں۔ مگر میں بھی

ع آئینہ کیوں نہ دوں؟

کے مصداق، حقیقی چہرے کی رونمائی اور منہ دکھائی کے ذریعے معیتِ اکابر کا ڈھنڈورا پیٹنے والے ان صاحبان کے اپنے عمل کا بھی اظہار چاہتا ہوں کہ جب یہ خود سب کچھ کرنے کے باوجود معیتِ اکابر کی برکتوں کے گھونگھٹ میں مستور رہ سکتے ہیں تو دوسرا اگر اکابر کے اصولوں کے مطابق ان ہی کے قولِ ضروری پر عامل ہو تو وہ ان بزرگانِ دین اور ان کے فتاوی کا ناقدر اور بلاجھجک اور تردد ان کے برخلاف روش رکھنے والا، ستم پر ستم کرنے والا اور البرکۃ مع اکابرکم کی بلاخوف خلاف ورزی کرنے والا کیونکر قرار پاتا ہے۔

تو اب سنئے کچھ انہی کے الفاظ، انہی کے انداز میں......

...... تعجب ہے کہ 'رضائے مصطفیٰ' والے اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنّت، مجددِ دین و ملت امام احمد رضا خان بریلوی اور ان کے شہزادۂ مفتیٔ اعظم ہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما سے یوں تو بڑی عقیدت کا اظہار کرتے ہیں۔ اپنے ماہنامے کے سرورق پر

بیاد گار شاہ احمد رضا ...... الخ

لکھتے ہیں، پھر کیا وجہ ہے کہ اعلیٰ حضرت کے فیض یافتہ و تربیت یافتہ شہزادۂ اعلیٰ حضرت، مفتیٔ اعظم عالم اسلام مولانا شاہ محمد مصطفیٰ رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سجادہ نشین آستانہ عالیہ بریلی شریف کے فتویٰ مبارکہ کو اہمیت نہ دیتے ہوئے خود بھی انجکشن سے فسادِ صوم (روزہ ٹوٹنے) کے قائل ہیں اور اپنے محبین و قارئین کو بھی یہی سوچ اور فکر دیتے اور اس موضوع پر لکھی گئی کتاب 'ٹیکہ مفسدِ روزہ' کا دھوم دھام سے تعارف و تبصرہ پیش فرماتے ہیں۔ (ملاحظہ کیجئے رضائے مصطفیٰ دسمبر ۲۰۰۲ء) کیا آپ اعلیٰ حضرت کے ایسے جلیل القدر شہزادے علیہما الرحمۃ اور جمہور علماء اہلسنّت سے زیادہ عالم و مفتی و فقیہہ ہیں؟ حالانکہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا انجکشن سے روزہ نہ ٹوٹنے کا فتویٰ کب سے مشہور و متعارف ہے۔ چنانچہ شہزادۂ اعلیٰ حضرت، مفتیٔ اعظم ہند علیہ الرحمۃ کے چہیتے شاگرد و نائب و خلیفہ، جنہوں نے مسلسل دس سال مفتیٔ اعظم ہند علیہ الرحمۃ کے آستانے پر رہ کر خصوصی قربت میں ان سے تربیت پائی، تلمیذِ صدر الشریعہ فقیہہ اعظم مفتی شریف الحق امجدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں......

'جمہور علمائے اہلسنّت کثرھم اللہ تعالیٰ حتی کہ سیّدی و سندی و سند الفقہاء الکاملین حضرت مفتیٔ اعظم ہند دامت برکاتہم العالیہ کا فتویٰ یہی ہے کہ انجکشن سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ انجکشن خواہ گوشت میں لگنے والا ہو خواہ رگ میں اور یہی عند التحقیق حق ہے۔ البتہ روزے کی حالت میں انجکشن لگوانا مکروہ ہے۔' (حیاتِ فقیہہ اعظم ہند علیہ الرحمہ ص ۱۳۳، مطبوعہ دائرۃ البرکات یوپی انڈیا)

نیز ان کا اکابر کے اصولوں کی پرواہ نہ کرنا بھی ان کی اکابر سے کھلی بغاوت کی طرف مُشیر معلوم ہوتا ہے۔ مگر ہم ان سے یہی عرض کریں گے کہ اپنا جمود سنبھال رکھئے! ہمیں ہمارے اکابر کے اصول کافی ہیں، یہی ہمارے لئے معیار، ہر دور میں ہمارے یاور و یار اور ہر جگہ ہماری رہنمائی کر کے ہمیں اندھیروں میں بھٹکنے اور ٹھوکریں کھانے سے محفوظ رکھنے کو تیار ہیں۔

کس قدر تعجب، کیسی حیرت اور کتنے افسوس کی بات ہے کہ اس کتاب میں بار بار جس نکتے کو چھیڑا گیا، جسے ہائی لائٹ کر کے پیش کیا گیا، کیوں انہوں نے اسے سمجھنے کی کوشش نہیں فرمائی؟ یا سمجھ کر بھی اپنے منہ سے نکلی بات نبھائی، حالانکہ اس نکتے کی وضاحت میں بنفسہٖ الانفس اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنّت، مجدد دین وملت امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور شہزادۂ اعلیٰ حضرت مفتیٔ اعظم ہند، صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی وغیرہ اجل تلامذہ و خلفاء اعلیٰ حضرت علیہم الرحمہ کے اقوال جلیلہ پیش کئے گئے، جس میں یہ وضاحت کی گئی کہ اکابر کی اتباع وموافقت کب ہوتی ہے اور مخالفت کب، کب کسی چھوٹے کا عمل کسی بڑے کی بات کے خلاف ہوتا ہے اور کب اس کے موافق۔

پھر ان کا 'بسلسلۂ ردِّ مظلوم مبلغ' لکھنا تو نہایت مضحکہ خیز ہے۔ جب اس میں 'مظلوم مبلغ' کے اعتراضات کو چھوا تک نہیں گیا تو یہ اس کا رد کیونکر ہوا۔ اگر صرف قارئین کو تسلی دینا مقصود ہے تو اپنی روش بدل کر محبت کے گل کھلانے کا انداز اپنالیں، اپنوں کو بیگانہ نہیں اپنا بنالیں، یہی ان محبین کی بھی قلبی خوشی وتمنائے دلی و باعثِ تسلی ہے۔ چند ایک کے مطالبے پر یہ شر اندازیاں اور لگائی بجھائی نہ فرمائیں، اکثریت کی خواہش کا احترام فرمائیں ۔

دل وہ نگر نہیں کہ پھر آباد ہو سکے ۔۔۔ پچھتاؤ گے سنو ہو یہ بستی اجاڑ کر

اب جب کہ آپ نے چند باتیں لکھی ہی ہیں تو میں بھی تبصرہ کروں گا کہ کوئی بھی سمجھدار اور منصف مزاج اب بھی موازنہ کر سکتا ہے کہ وہی باتیں جن کا پہلے سے جواب موجود ہے انہیں دہرا دیا گیا ہے۔ ان باتوں سے چشم بند قارئین کو تو بہلایا جا سکتا ہے مگر جو کتاب 'مظلوم مبلغ' پڑھ چکا ہے اسے ادھر ادھر کی باتوں سے کیسے مطمئن کریں گے۔ اس بیچارے کو تو آپ کی دیانت کے بارے میں وسوسے آرہے ہوں گے اور عقیدت و ارادت سخت خطرے میں ہوگی بلکہ بعض باہمت انصاف پسند تو ان سے صاف صاف برائت کا اظہار بھی کر چکے ہیں۔ آپ سیدھی سیدھی اپنی غلط اندازیوں، گرم باریوں اور دشنام طرازیوں کی امیر اہلسنّت سے معذرت کر لیتے تو اس عاجزی سے یقیناً آپ کا اور آپ کے ماہنامے کا اپنوں بیگانوں میں مرتبہ بلند ہوتا کہ حدیث من تواضع للہ رفعہ اللہ (یعنی جس نے اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے عاجزی اختیار کی اللہ تعالیٰ اسے سربلندی عطا فرمائے گا) اس کی موعد ہے۔ مگر یہ کیا انداز ہے کہ خود سدھرنے کے بجائے دوسرے ہی کو بر سرالزام رکھے جا رہے ہیں؟

مشاہدہ ہے کہ جو دوسروں کی طرف ایک انگلی اٹھاتا ہے تین انگلیاں اس کی اپنی طرف ہوتی ہیں، یعنی جو اپنے عیوب سے یکسر چشم پوشی کرتے ہوئے دوسروں پر بے جا تنقید کرتا ہے لوگوں کے سامنے وہ خود ہی نشانۂ تنقید بن جاتا ہے۔

ماہنامہ بنام 'رضائے مصطفیٰ' میں کمال جرات کے ساتھ امیر اہلسنّت مدظلہ کی ذاتِ بے داغ پر 'سوال' کے عنوان سے جو اعتراضات داغے گئے وہ درحقیقت ان کی اپنی کلی کھول رہے ہیں۔ مذکورہ لفظ (جرات) اس لئے لایا کہ 'مظلوم مبلغ' کے ملاحظہ کے بعد امیر اہلسنّت دام ظلہ کی شخصیت پر بے جا تنقید کی اپنی بری روش پر قائم رہتے ہوئے پھر اس مہمل سلسلے کو دہرانا جرات ہی کے لفظ کا مقتضی ہے۔ رہا 'سوال' کا جواب تو 'مظلوم مبلغ' اس کے جواب میں 'سراپا سوالات' ہے۔ آپ کے نزدیک جب یہ امور بالعموم (خواہ کوئی کسی معتمد و مستند فقیہہ و مفتی کے قول پر عامل ہو) ہر ایک کیلئے ناجائز ہیں جس کا ادنیٰ درجہ مکروہ تحریمی، جو تکرار سے کبیرہ ہو تو اس پر منطبق ہونے والے احکام کے سلسلے میں (اگر یاد ہو تو) آپ سے کچھ عرض کیا گیا تھا، اس کا جواب کہاں ہے؟ چلیے یاددہانی کیلئے دوبارہ وہی عبارت ذکر کیے دیتا ہوں۔ چنانچہ 'مظلوم مبلغ' کے صفحہ ۴۸ پر عارض ہوں......

'اب اگر مووی (اور اسپیکر) کا یہ مسئلہ اختلافی، قیاسی اور سائنسی تھیوری پر مشتمل ہونے کے باوجود بھی آپ کے نزدیک حرام ہی کی سوئی پر اٹکا ہوا ہے تو سانس مضبوط کر کے ذرا ہمت فرمایئے اور مذکورہ علماء و مشائخ اور ان کے علاوہ دنیا بھر کے اغلب واکثر علماء و عوام جو قائلاً و عاملاً مووی کے جواز پر متفق ہیں پر مرتکب حرام، فاسق معلن، مردود الشہادۃ، ساقط العدالۃ، مستحق غضب جبار و قہرِ قہار اور لائقِ دخولِ نار ہونے کا فتویٰ ارشاد کر دیجئے؟ بلکہ پنجابی کی اس کہاوت کہ 'پہلاں اپنی منجی تھلّے تے ڈنگوری پھیر' پر عمل کرتے ہوئے اولاً اپنے گھر کا جائزہ لے کر انہیں بھی زیرِ حکمِ فسقِ عمیم (فاسق ہونے کے عام حکم کے تحت) لانے کو ذرا تتبع فرمایئے کہ قبلہ حاجی صاحب دامت برکاتہم العالیہ کے کتنے مریدینِ باصفا (اور شاید آپ کے اپنے پیر بھائی) جن میں مشہور و معروف علماء و خطباء بھی شامل ہیں، ان مسائل میں، بالخصوص مووی والے مسئلے میں (جواز کے قائل ہیں یا نہیں) عامل ضرور ہیں۔ (فرمائیں تو ایک ایک نام پیشِ خدمت مذکور کردوں؟ کہ آپ تو شاید انصاف پسندی و یک رنگی کی عادت کے ہاتھوں مجبور ہو کر 'رضائے مصطفیٰ' کو کبھی ان کے ذکر سے زیب نہ بخشیں گے)

ہم نے ہر رخ کے مقابل آئنہ رکھا مگر ایک خود کو آئنے کی آنکھ سے دیکھا نہیں

نیز جن (دو صد سے زائد) علماء سے 'رضائے مصطفیٰ' کی خدمات دینیہ پر سند حاصل کر رہے ہیں، ذرا تتبع کے بعد ارشاد فرمائیں کہ ان میں سے کتنے اسی جرم کے مجرم ہیں......؟ (مظلوم مبلغ ص ۴۸)

آپ کے ہی الفاظ سے اگر ادھار لے کر لکھا جائے تو یوں کہا جائے کہ ستم بالائے ستم یہ کہ باوجود ہائی لائیٹڈ مطالبے کے یہ نہ جانے اس سلسلے میں واضح حکم کیوں ارشاد نہیں فرماتے، پھر کسی بات اور شرعی سوال کا جواب بھی نہیں دیتے، نہ اپنا مافی الضمیر بیان کرتے ہیں حالانکہ اس دورخی کی بجائے انہیں اپنا مافی الضمیر کھل کر بیان کرنا چاہئے۔ پھر فرمایا یہ گیا کہ 'نماز جیسے فرضِ عظیم کے فساد کا خطرہ ہے۔' خطرہ کیوں ہے، خطرے جیسا مبہم لفظ کیوں ذکر فرماتے ہیں، دورخی چھوڑ کر ان مسائل میں کوئی واضح حکم لگا کر اس حکمِ جلیل کے ثمرات (ہزاروں مشائخِ سلاسل و آئمۂ مساجد کے فاسق ہو کر قابلِ بیعت و امامت نہ رہنے اور عوام میں کے لاکھوں بارِیش نمازیوں کے فاسق ہونے اور انکی عدالت ساقط ہونے وغیرہ) کے بارے میں اپنا مافی الضمیر کیوں نہیں بیان فرماتے؟

ع صاف چھپتے بھی نہیں، سامنے آتے بھی نہیں

بتایئے! قبولِ حق اور اظہارِ حق سے گریز کس کی طرف سے ہے؟...... اور کیوں ہے؟

اسپیکر کے استعمال کو بدعت لکھنا غلط ہے کہ مطلق بدعت کے لفظ کا استعمال عموماً و غالباً بدعت سیۂ پر ہوتا ہے؟ جبکہ یہ بدعتِ حسنہ جائزہ اور نیتِ حسن کے ساتھ ہو تو مستحبہ ہے۔ ایسے امور میں 'مظلوم مبلغ' ص ۵۰ پر مفتی امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا جواہر اخلاطی کے حوالے سے جزئیہ نقل کیا ہے...... هو و إن كان إحداثا فهو بدعة حسنة و كم من شيء يختلف باختلاف الزمان و المكان (یعنی یہ اگرچہ نئی چیز ہے مگر اچھی ایجاد ہے، اور کتنی ہی چیزیں (احکام) زمان و مکان کی تبدیلی کے ساتھ بدل جاتے ہیں)۔ مگر حقیقتاً ان سب صُور میں تبدیل احکام نہیں۔ (مظلوم مبلغ ص ۵۰)

سنتِ مکبرین کے بلند بانگ دعوے کے ساتھ اس کے سنت ہونے پر (دیگر بے دلیل دعووں طرح) کوئی دلیل ذکر نہ کی گئی۔ شاید مستقبل میں کسی وقت کے لئے رکھ لی ہو۔ ان سے عرض ہے کہ مشتاقین کا ایسا امتحان نہ لیا کریں جیسے ہی دعویٰ پیش فرمائیں ساتھ ہی دلیل ضرور لائیں۔ تو اس کے جواب میں فقیہہ اعظم بصیر پور علامہ نور اللہ نعیمی رضوی علیہ الرحمۃ کے کلمات پیش کرنا شاید زیادہ نافع ہوں۔ چنانچہ آپ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں......

'دعویٰ تو کیا جاتا ہے کہ تقریرِ مبلغ سنت ہے مگر کسی صاحب نے آج تک یہ نہیں بتایا کہ کون سی کتاب میں سنت لکھا ہے اور فقیر کو بھی سعیِ بلیغ کے باوجود اپنے یہاں کی کتابوں میں کہیں نظر نہیں آیا، اور حضور پرنور سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مقتدی حضرات سے بھی صرف صدیق اکبر (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) کا مبلغ بن جانا اور وہ بھی دو مرتبہ اور وہ بھی دورانِ مرض میں ہی ملتا ہے۔ تو بلا مواظبت سنت کیسے بن گیا؟ فتح القدیر ص ۱۸ جلد ۱ میں ہے، والسنة ما واظب عليه صلى الله عليه وسلم مع تركه إحيانا شامی ص ۹۵ جلد ۱ میں ہے، أو الخلفاء الرشدون من بعده اور جب سنت ہی نہیں تو بدعتِ سیۂ اور مکروہ بتانا بھی غلط ہوا، بلکہ امامِ اہلسنّت و جماعت مجددِ مائۃِ حاضرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو اقامۃ القیامۃ ص ۳۰ میں فرماتے ہیں، 'بری بدعت تو وہ بدعت ہے

جو کسی سنت مامور بہا (جس کا حکم ہو) کا رد کرے۔ حالانکہ یہاں (مکبر مقرر کرنے میں) 'امر'(حکم) کا ذکر تک نہیں۔
البتہ اس تقریرِ صدّیقِ اکبر سے حسب القواعد جواز ثابت ہے، اور نیتِ حسنہ سے مستحب۔ مگر امام کی آواز پہنچ رہی ہے
تو محض بے حاجت ناپسندیدہ و بدعت منکرہ ہے،اور چونکہ لاؤڈ اسپیکر امام کی ہی آواز پہنچاتا ہے تو اس وقت تقریرِ مبلغ حسب تصریح مذکور
باتفاق آئمہ اربعہ بدعتِ منکرہ بنے گا نہ کہ اُلٹے لاؤڈ سپیکر کے ذریعہ آوازِ امام سے استفادہ بدعتِ سیئہ بنے، فافهم ان كنت
ممن يفهم (اگر اس مخلوق میں سے ہے جو سمجھ رکھتی ہے تو سمجھ جا)۔ (فتاویٰ نوریہ ج ا ص ۴۸۶)
پھر ایک جگہ یہ بھی فرمایا گیا کہ جب نماز کے مسئلے ہی کی اصلاح نہ ہوئی تو پھر کون سی اصلاح وتبلیغ و دعوت اسلامی؟ ملاحظہ کیجئے
حضرات کی چڑھائی کا یہ مکروہ رنگ اوران کی شدت کی یہ ترنگ! ایک فروعی اختلافی مسئلے کی بناپر نماز کے فساد کی بنا کر کے
امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے عظیم فریضے کی ادائی کو کیسا نشانہ بنارہے ہیں اوراسی رنگ وترنگ میں اہلسنّت کی عالمگیر محبوب اور
چہیتی تحریک 'دعوت اسلامی' کا ہی انکار کیا چاہتے ہیں۔اس جباری قہاری تحکم (زبردستی کے حکم) پر غور کیجئے اس کی شناعت وقباحت
خودآپ پر واضح ہوجائے گی۔ یہ سب اس وجہ سے ہے کہ حضرات کو'شدت' سے محبت ہے اور حدیث میں ہے، حبك الشئ
يعمى وَ يصِم (یعنی تیرا کسی چیز سے محبت کرنا تجھے اندھا بہرا کر دیتا ہے) گویا'ایک کڑوا کریلا دوسرا نیم چڑھا'۔تو شاید یہی
اس چیز کو باعث ہے کہ یہ اس حد تک آگے بڑھنے کو پر تول رہے ہیں۔عمائدینِ اہلسنّت کو چاہیئے کہ اس خطرے کو پیش از وقت
بھانپ کر اس کا مناسب سدِ باب فرمائیں، ورنہ ایسا نہ ہو کہ دیر ہوجائے اور مذکورہ صورتحال کی کڑواہٹ چشمۂ سنیت کی شیرینی کو
بدمزا کر گزرے ؎

سمجھتے تھے رہے گی جنگ محدودِ گل و بلبل — مگر تخریب نظمِ گلستاں تک بات جا پہنچی

'جواب الجواب' والا صفحہ قبلہ حاجی صاحب دامت برکاتہم کا اِرقام فرمودہ ہے۔ مسلک کی تعریف سمجھنے میں حاجی صاحب دامت برکاتہم
سے ضرور مسامحت واقع ہوئی، وگرنہ امیر اہلسنّت کا جواب بہت جامع و باصواب تھا، جواب الجواب کی زحمت کی حاجت نہ تھی۔
پھر امیر اہلسنّت مدظلہ کا جواب نہ دینا ہی معقول ہے کہ جب قبلہ حاجی صاحب دامت برکاتہم 'مسلکِ اعلیٰ حضرت' کی بنیادی اصطلاح
میں ہی دیگر اہل سنت سے متفاوت ہیں تو وہ (امیر اہلسنّت مدظلہ) مزید بات بڑھانے کے بجائے حدیث مَنْ صَمت نَجا یعنی
'ایک چپ، سو سکھ' پر عمل فرماتے ہوئے اپنے مثبت کاموں میں ہی تن دہی سے مصروف و مشغول رہ کر اس سلسلۂ سوال و جواب سے
کنارہ کش رہے۔ مگر نہ جانے کیوں پھر بھی ان کی جاں بخشی نہ ہوئی؟ ؎

سو رحم کے رہتے ہیں 'طلبگار' ہمیشہ
(مگر پھر بھی) 'یہ بے گنہ، 'ان' کے ہیں گنہگار ہمیشہ

باطل فرقوں سے حقیقی اسلامی عقائد کے فرق و پہچان کیلئے 'مسلکِ اعلیٰ حضرت' کی اصطلاح کی وضع (بنایا جانا) صدق وحق اور صحیح و درست ہے۔ حق کی پہچان کیلئے دَور و زمان کے حساب سے انداز و الفاظ بدلنا قرآنِ پاک سے ثابت بھی ہے۔ جیسا کہ سورۂ اعراف آیت نمبر 121-122 اور سورۂ شعراء آیت نمبر 47-48 میں فرعونی جادوگروں کا توبہ کے بعد اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کا اقرار ان الفاظ میں بیان کیا گیا، قالوا آمنا برب العالمین ٭ رب موسیٰ و ھارون ٭ (جادوگر بولے ہم ایمان لائے اس پر جو سارے جہان کا ربّ ہے، جو موسیٰ اور ہارون کا ربّ ہے) اس میں جہان کا ربّ کہنے کے بعد حضرت موسیٰ وہارون علیٰ نبینا و علیہ الصلاۃ والسلام کا ربّ کہنے کی بظاہر کوئی حاجت نہ تھی، مگر مفسرین بیان فرماتے ہیں کہ انہوں نے ربّ موسیٰ وہارون علیہما السلام اس وجہ سے کہا کہ اس وقت لوگ معاذ اللہ تعالیٰ فرعون کو بھی ربّ مانتے تھے، اس لئے انہیں یہ ضرورت پیش آئی کہ وہ کسی خاص لفظ کے ساتھ اپنے ایمان برحق کا دیگر کے ایمان بہ باطل سے فرق بیان کریں۔ یونہی وقت بدلنے کے ساتھ ساتھ قرآن وسنت کی روشنی میں بیان کردہ اسلامی عقائد میں اسلام ہی کے بعض دعویداروں کی طرف سے جیسے جیسے غلط و غیر اسلامی عقائد ملتے گئے مسلمان حقیقی اسلام کی پہچان کیلئے عنوانات و اعتبارات قائم کرتے گئے۔ جو پہلے فقط 'مسلکِ اہلسنّت و جماعت' کے نام سے اور اب اس کے ساتھ 'مسلکِ اعلیٰ حضرت' کی پہچان سے جانا جاتا ہے۔ جس کی وجہ یہ ہے کہ اعلیٰ حضرت امامِ اہلسنّت علیہ الرحمۃ نے قرآن وحدیث اور اسلاف کی تشریحات کی روشنی میں حقیقی اسلامی عقائد واضح کر کے انہیں دلائل سے ثابت کرنے میں سینکڑوں کتابیں بھر دیں۔ تو اب انہیں کے واضح کردہ اسلامی عقائد حق و باطل کی پہچان بن گئے اور لوگوں نے آسانی کیلئے ان حقیقی اسلامی عقائد کی پہچان کیلئے 'مسلکِ اعلیٰ حضرت' کا لفظ استعمال کرنا شروع کر دیا مگر 'مذہب (مثلاً حنفی، شافعی وغیرہ) کو 'مسلک (مثلاً سنی، دیوبندی وغیرہ)' قرار دے کر مسائل کے اختلاف کو غیر محسوس طور پر عقائد کے فرق پر منطبق کرنے کا رجحان کیونکر مساحت سے خالی ہوگا کہ اس طرح تو کروڑوں شافعی، مالکی اور حنبلی باوجود صحیح سنی عقائد رکھنے اور بعض کے قادری بلکہ رضوی ہونے کے 'مسلکِ اعلیٰ حضرت' سے خارج قرار پائیں گے۔

اس (مسلکِ اعلیٰ حضرت) کے سلسلے میں مفتیِ اعظم ہند کے مرید صادق مولانا توصیف رضا نوری صاحب کا مضمون جو 'مظلوم مبلغ' میں بھی چھپ چکا ہے کافی روشنی ڈالتا ہے۔ یہاں میں ان کے مضمون کے بعض اقتباسات نقل کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔
چنانچہ آپ دام ظلہ مولانا سبحان رضا خان صاحب دام ظلہ کے نام اپنے مکتوب میں پاکستان کی ایک علمی شخصیت کی اس سلسلے میں غلط فہمی کا ازالہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں……
'ہو سکتا ہے پاکستان کی اصطلاح میں 'مسلکِ اعلیٰ حضرت' اختلافِ مسائل (فقہی فروعی اختلاف) پر بھی بولا جاتا ہو مگر ہندوستان میں میری نظر میں اب تک مسلکِ اعلیٰ حضرت کا اطلاق مسلک اہلسنت وجماعت (یعنی عقائد ونظریات) پر ہی ہوتا رہا ہے۔
ورنہ اگر مسائل فرعیہ کا نام 'مسلکِ اعلیٰ حضرت' ہوتا تو حضور کے دادا، مفسر اعظم حضرت مولانا ابراہیم رضا خاں قدس سرہ اور حضور کے والد ماجد ریحانِ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان، مفتی افضل حسین صاحب اور مفتی جہانگیر صاحب کو ہرگز ہرگز منظر اسلام بریلی شریف میں زینت تدریس بنا کر نہ رکھتے۔
اسی طرح اگر لاؤڈ اسپیکر کا جواز اگر 'مسلکِ اعلیٰ حضرت' کی تغلیط ہے تو تاج الشریعہ حضرت علامہ اختر رضا ازہری میاں، مفتی نظام الدین رضوی استاذ جامعہ اشرفیہ مبارک پور کو اپنے یہاں فقہی سیمینار میں کیوں مدعو کیا؟ اسی طرح ممبئی اور ہندوستان میں بہت سے علماء ہیں مگر انہیں کوئی مسلک اعلیٰ حضرت کی تغلیط وتردید کرنے والا نہیں کہتا۔
اسی طرح مووی وغیرہ کے متعلق علامہ سعید احمد کاظمی علیہ الرحمۃ اور علامہ مدنی میاں وغیرہم کو کیوں اس بنیاد پر اہلسنت سے خارج نہیں کیا گیا۔ پیر خانۂ اعلیٰ حضرت کے جانشین امین ملت حضرت سیّد امین میاں برکاتی سجادہ نشین خانقاہ برکاتیہ مارہرہ شریف اور نقیب اہلسنّت حضرت مولانا منصور علی خان صاحب اور نائب سجادہ نشین مارہرہ مقدسہ حضرت سید نجیب حیدر صاحب قبلہ، حضرت مولانا کوکب نورانی صاحب وغیرہ کی مووی (VCD) علی الاعلان فروخت ہو رہی ہے، کوئی انہیں مسلک اعلیٰ حضرت کی تغلیط وتردید کرنے والا نہیں کہتا، بلکہ تمام علماء اہلسنّت اور عوام اہلسنّت ان کو اپنے یہاں جلسہ وجلوس میں بلاتے ہیں اور خود بھی شریک ہوتے ہیں۔ آل انڈیا سنی جمعیۃ العلماء ممبئی کے جنرل سکریٹری مولانا منصور علی خان کی دعوت پر اکثر جلوس غوثیہ میں حضور تاج الشریعہ ازہری میاں اور شہزادہ تاج الشریعہ وغیرہ شریک ہوتے ہیں۔'
وقار الفتاوی کا یہی پاس ولحاظ ان کے ٹی۔وی اور مووی دیکھنے کے جواز کا فتویٰ تسلیم جاں فرمانے میں بھی ہو، تا کہ انکی پوری معیت ہو جائے اور اختلاف کی ہر شق مٹ جائے۔ نیز 'صحیح نہیں' وغیرہ کے الفاظ مبارکہ علمِ فتویٰ میں کس موقع پر استعمال کئے جاتے ہیں ذرا معلومات کر کے بار بار غور فرمائیں، خدا کرے کہ اکابر کے اس متفقہ فتوے کا یہ انداز جناب کے دل پر اثر انداز ہو اور اپنے رویے میں کچھ لچک کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنی شدت سے رجوع فرمالیں تا کہ ادارۂ 'رضائے مصطفیٰ' کی طرف سے پیدا کردہ انتشار وتنازعہ طول نہ پکڑے اور اسلام وسنیت کو نقصان نہ پہنچے۔

پھر اس غلط فہمی کہ 'میں نے جو فقہی ابحاث مذکور کیں اُن سے گویا ان کے موقف کو جھٹلانا مقصود رکھا' کو مزید زائل کرتا چلوں۔ میں نے ان سے واضح طور پر عرض کر دیا تھا کہ فقہی ابحاث لانا یا ان میں آپ کے موقف کو جھٹلانا میرا موضوع ومقصودِ اصلی تھا ہی نہیں جو ابحاث مذکور ہوئیں وہ محض اس غرض سے تھیں کہ آپ حضرات جو انہیں گویا مسائل قطعیہ اصولیہ کا درجہ دے کر اپنے 'افتراقِ امت کے باعث اقدامات' کو جواز کا جبہ پہنا رہے ہیں ایسا درست نہیں ہے، نہ ہمارے بزرگوں نے ہرگز ان کی بنا پر اہل سنت میں افتراق پر ابھارنے والا اقدام کیا یا اس کا درس دیا۔ بلکہ اس صورت میں انہوں نے ایک موقف پر رہتے ہوئے دوسرے موقف والوں کو برا بھلا کہنا تو کجا درکجا انہیں صاف طور پر عمل کی رخصت دی۔ لہٰذا آپ بھی اپنے موقف پر بھلے قائم رہیں مگر اس کی بنا پر دوسروں پر تعدی فرماتے ہوئے سنیت کے نقصان کا اہتمام ہرگز نہ فرمائیں۔ 'مظلوم مبلغ' میں یہ بات کئی جگہوں پر موجود ہے۔ نائب محدثِ اعظم پاکستان، مسلکِ رضا کے پاسبان، حضرت مولانا عبد الرشید رضوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور ان ایسی دیگر معتبر شخصیات کا بھی یہی انداز رہا اور یہی نکتہ واضح کرنے کیلئے ان کا حوالہ بھی دیا گیا تھا۔ آپ لوگوں کے خلاف لکھنے والے علماء بھی فقہی مسائل میں آپ کا رد فی نفسہ مقصود نہیں رکھتے۔ مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ کے مرید صادق توصیف رضا نوری صاحب کی تحریر تو اس میں سب سے واضح واصرح ہے کہ وہ تو ان مسائل میں آپ ہی کے موقف پر ہیں۔ ہم سب کا آپ سے اختلاف آپ کے رویے، انداز اور تشدد پر ہے۔ جو وائے افسوس کہ ہم آپ کی موجودہ تحریروں میں بھی ظاہرہ باہر اور مجھدارانہ طریقوں تدبیروں سے باہَر باہَر دیکھ رہے ہیں۔ آپ کا اس معاملے میں مخلص ہونا بھی کیسے اور کیونکر باور کر لیا جائے کہ اگر آپ کا مقصود ان مسائلِ مختلف فیہا میں آپ کے بقول اکابر سے ہٹنے والوں کا رد وابطال (اور ان سے جنگ وجدال) ہی تھا تو مخاطب صرف یہی کیوں ہیں؟ کیا جہان بھر میں اور کوئی مسلم یا سنی یا چلیں رضوی آپ کو نہیں دِکھا؟ آپ کو وہی شخصیت اور تحریک نظر آئی ہے جو عملی طور پر سنیت کیلئے کچھ کر رہی ہے۔ ع 'انہی پر بارشِ احکام کیوں ہے؟ سوچنا ہوگا

حالانکہ میں نے اس بات کی صراحت بھی کر دی تھی کہ ان مسائل کے بارے میں وہ مبتدع نہیں بلکہ متبع ہیں۔ انہوں نے یہ احکامِ جواز خود استنباط نہیں فرمائے بلکہ فتاوائے جواز پر عمل کیا ہے۔ اگر انہوں نے یہ احکام خود مستنبط کئے ہوتے تو چلو پھر بھی وہی قابل مواخذہ ہوتے۔ انہوں نے ان مسائل میں ہند و پاک کے معتمد فقہاءِ احناف ہی کی اتباع اختیار فرمائی ہے، جیسا کہ وہ اپنے مدنی مذاکرہ نمبر ۱۳۹۔۱۴۰ میں بالتصریح بیان کر چکے ہیں۔ آپ مسائل پر بات کرنے کے سلسلے میں ان پر موقوف رہ کر ان علماء سے راہِ فرار کیوں اختیار فرما گئے؟ مفتی کی باز پرس اولا ہے یا عامل کی؟ اگر آپ کے نزدیک وہ علما نااہل ہیں جن کے فتوے پر انہوں نے عمل کیا ہے تو اولاً الزام ان علما پر ہے یا فقط انہی پر؟ آپ کے نزدیک تو یہ، حدیث من أفتي بغير علم كان اثمه علي من أفتاه (جس نے بغیر علم کے فتویٰ دیا تو اس پر عمل کرنے والے کا گناہ اس فتویٰ دینے والے پر ہے) کے محمل ومصداق سے ہونی چاہیے؟ کہ یہ علما تو آپ کے فتوے کے مطابق فتویٰ دینے کے اہل ہی ثابت نہیں ہوتے۔

مگر یہ واضح رہے کہ اگر آپ ان علما کیلئے 'برکتِ معیتِ اکابر سے محرومی کے سرٹیفکیٹس' دینے کا ٹھیکہ لے ہی چکے ہیں اور ان سرٹیفکیٹس کی تقسیم کے فریضے کی ادائی کے لئے کھل کر کچھ کرنا چاہتے ہیں تو صدر الافاضل، صدر العلماء، خلیفۂ حجۃ الاسلام مفتی اجمل قادری، صدر الشریعہ کے شاگرد ارشد مفتی وقار الدین قادری، علامہ سید احمد سعید کاظمی، نائب و خلیفۂ مفتی اعظم ہند، فقیہہ اعظم ہند مفتی شریف الحق امجدی اور صاحب فتاوی نوریہ وغیرہ کثیر دیگر فقہا پکے سنی، سچے رضوی ہم گنوائیں گے، جن کے فتوے اکابر کے مخالف جائیں گے اور جو آپ کے اس فتوے کی زد میں آئیں گے، مگر ان پر کچھ حکم لگاتے جناب کے ہاتھوں کے طوطے اڑ جائیں گے۔ پھر ہم بھی یہیں پہ بس نہیں کروائیں گے بلکہ اصل قصہ و قضیہ تو ابھی دہرائیں گے۔ جی ہاں، میری مراد میں اب آپ اپنا حلقۂ احباب ہی پائیں گے ؎

اب آگے اس میں تمہارا بھی نام آئے گا　　　　کہو تو یہیں روک لوں افسانے کو؟

البتہ آپ حضرات کا نہایت دانا و بینا ہونا یا 'برکتِ معیتِ اکابر سے محرومی کے سرٹیفکیٹس' کا ریوڑیاں نہ ہونا تمام و کمال ثبوت کو پہنچ چکا ہے (اور 'اندھا بانٹے ریوڑیاں اپنوں ہی کو دے' کے محاورے سے آپ کے معاملے کا فرق مکمل طور پر ظاہر ہو چکا ہے) ورنہ آپ اس تقسیم میں سے کُل نہیں تو کچھ نہ کچھ تو اپنوں کو دے ہی ڈالتے۔ مگر آپ نے جس طرح اپنے عوام و خواص میں سے بہت سے ان احباب سے چشم پوشی کر کے جو عملا آپ کے موقف کے خلاف سرگرم عمل ہیں دوسروں کا انتخاب فرمایا ہے اس سے یہ بات مزید پختہ ہو رہی ہے کہ بانٹنے والے اپنی رعیت کے کچھ زیادہ ہی راعی (رعائیت کرنے والے) ہیں۔ ورنہ ان کی بھی تھوڑی بہت تو خبر لیتے۔ اگر آپ کو (باوجود جہاں بھر کے معظمینِ دینی کی اصلاح و نگہبانی کی خود ساختہ ٹھیکیداری کے) ان کے بارے میں آگاہی نہیں تو فقیر نے اس سلسلے میں بالکل مفت پیش کش کی تھی۔ (واضح رہے کہ آپ کیلئے اس فری پیش کش سے مستفید ہونے کا سنہری موقع اب بھی برقرار ہے لہٰذا اس سے جلد فائدہ اٹھالیں۔) وگرنہ لوگ کہیں گے کہ جس طرح امیر اہلسنّت پر بلا تحقیق کئی حکم صادر فرمادئے گئے وہی رویہ ان کے بارے کیوں نہ اختیار فرمایا گیا؟ یہ احتیاطیں یکطرفہ کیوں؟ اپنوں کے بارے میں خاموشی اور ایسی دورخی کیوں؟ جو حق بیانی کا دعویدار ہے اس کیلئے تو سب برابر ہونے چاہئیں، خواہ وہ صاحبزادگان سے کوئی ہو یا عقیدتمندانِ ذیشان سے۔ بلکہ اپنوں کی اصلاح تو بحکمِ شرع زیادہ ضروری ہے۔

فرمانِ سیّد المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے...... کلکم راع و کلکم مسئول عن رعیتہ

اعلیٰ حضرت اور مفتی اعظم ہند علیہما الرحمہ وغیرہ عظیم شخصیات کے بھی پیر خانے مارہرہ مطہرہ شریف والوں سمیت دیگر کثیر ہستیاں جو مووی وغیرہ مسائل میں آپکے زعم میں اسی غلطی کے مرتکب ہیں جسے عظیم الخلق ،شریف النفس مولانا الیاس قادری صاحب دام ظلہ نے ان کثیر علماء وفقہا کی اتباع میں اختیار فرمایا۔ جب تبلیغ و اصلاح کے حقدار ہونے میں آپ ہی اکلوتے، چہیتے ہیں تو ان دیگر حضرات وشخصیات کے بارے میں بھی معیت اکابر سے محرومی کا کوئی پروانہ، آپ کا کوئی مقالہ، کوئی سوال یا کم ازکم عزمِ اصلاح اور مناسب تبلیغی کوششیں وغیرہ ظہور میں کیوں نہ آئیں اور ان سے شرماتے ہوئے یہ صُورِ حَسنہ پردہائے مصلحت کے اَستار میں رہ کر سارے جلوے ان (مولانا الیاس قادری صاحب) ہی پر کیوں انڈیل رہی ہیں۔ میں مفتی شمس الھدیٰ مصباحی صاحب کی طرح... تو نہیں کہہ سکتا کہ یہ ان جیسے عظیم فقیہہ کا ہی منصب ہے۔ مگر میں پیرایہ ادب میں یوں تو عرض کر ہی سکتا ہوں کہ اے عالی ہستیو! اے سراپا عظمتو! اے بڑے ناصحو! اے جلیل واعظو!

اگر یہ وقت کا تقاضا ہے کہ ہم اکابر کے اصولوں کے تحت رہ کر زیادہ سے زیادہ فروعی وصورتی اختلافات میں لچک اور برداشت کا مظاہرہ کرتے ہوئے اصولی و بنیادی مسائل وعقائد کامل کر دفاع کریں (اور یہ ہے) تو پھر ہر سنی اور بالخصوص قائدین کے حوالے سے یکساں طور پر اس بات کا لحاظ کرتے ہوئے مثبت انداز کا مظاہرہ کرنا چاہیئے، یونہی خوانخواہ جلال نہیں فرمانا چاہیئے ؎

ہَٹ چھوڑیئے، بس اب سرِ انصاف آیئے　　　انکار ہی رہے گا میری جان کب تلک

میرے نوافل کی جماعت کے بارے میں اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کے صاف صریح ارشادات ذکر کرنے کے باوجود بھی ان اکابر کی معیت کا زعم رکھنے والوں کے مزاج کی باسی کڑی میں ایک بار پھر ابال آ ہی گیا۔ اگر چہ میرے آقا اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کے مذکورہ فتوے سے ہی سلیم طبیعتوں کی ضرور تشفی ہوگئی لیکن اگر ان کو کچھ مزید درکار ہے تو لیجئے ملاحظہ کیجئے۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں، 'پھر اظہر یہ کہ یہ کراہت (مکروہ ہونا) صرف تنزیہی ہے یعنی (جائز مگر) خلافِ اولیٰ۔ پھر اگلے صفحے پر ارشاد فرمایا، 'صلاۃ الرغائب و صلاۃ البرائۃ وصلاۃ القدر کہ جماعاتِ کثیرہ کے ساتھ بکثرت بلادِ اسلام میں رائج تھیں، متاخرین کا ان پر انکار اس نظر سے ہے کہ عوام سنت نہ سمجھیں۔' پھر بڑی اہمیت کے ساتھ یہ بھی ارشاد فرمایا، 'اور بعض ناس کا غلو وافراط مسموع نہیں۔ (یعنی بعض لوگوں کا حد سے بڑھ کر شور شرابا قابلِ سماعت نہیں)، اس کے بعد اس فتوے میں بڑے بڑے اکابر سے بڑے اہتمام کے ساتھ نوافل کی جماعت کا وقوع ان الفاظ میں ذکر فرمایا، 'خصوصاً ان کا فعل بجماعت اجلہ اعاظم اولیائے کبار و علمائے ابرار حتی کہ ایک جماعتِ تابعین کرام وآئمہ مجتہدین اعلام سے ثابت ومنقول ہے۔' (فتاویٰ رضویہ شریف جدید ج ۷ ص ۴۳۱۔۴۳۲)

لیجئے حضرات لگائیے حکم کس پر لگاتے ہیں! اس جماعتِ تابعین کرام پر، آئمہ مجتہدین اعلام پر، اجلہ اعاظم اولیائے کبار وعلمائے ابرار پر (علیہم الرحمہ) یا اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ پر، یا پھر فقط بیچارے دعوتِ اسلامی والوں پر؟ جی ہاں، میں فتاوی رضویہ شریف ہی کی بات پر آپ کی جانچ کر رہا ہوں۔ یک در گیر و محکم گیر کے اصول ہی کی لاج رکھ لیجئے اور فتاوی رضویہ شریف کا یوں خلاف نہ کیجئے۔ نہیں تو قوم کہے گی کہ یہ آخر اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کے انداز کے اس قدر مخالف کیوں ہیں؟ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کے عظیم فتاوی کے مجموعہ کا کچھ توجہ کی اضروری ہے۔ اسے سمجھنے کی ادنی سی کوشش کریں تو بات فہم میں آسکتی ہے۔ وگرنہ کچھ قواعد دہرا کر سامنے رکھے جائیں تو بھی بات بن سکتی ہے۔ یہ فتوی ١٣٢١ھ کا ہے جبکہ آپ کا محولہ ١٣١٢ھ کا۔ یہ مفصّل وہ مُجمل۔ اس کے تفصیلی جواب کیلئے ملاحظہ کیجئے 'مظلوم مبلغ' ص ٥٩۔

کیا آپ کو فے زبر فَ، تے زبر الف تا، فَتا، واکھڑا زبروٰ، فَتاوٰی۔ رے زبر رَ، ضاد زبر ضَ، رَضَ، واز یرے وِی، یے زبر یَہ، رَضَوِیَہ۔ ''فَتاوٰی رَضَوِیَہ'' سمجھ نہیں آتا یا اس کی مراد سے ہٹ کر عوام سے دھوکہ اور خیانت کا کھیل کھیلنا چاہتے ہیں؟ کہ 'مظلوم مبلغ' میں فَتاوٰی رَضَوِیَہ شریف کے نام کی طرح اس میں مذکور مرادِ اعلیٰ حضرت بھی گویا ہجے کر کے واضح کر دی گئی، مگر پھر بھی اراکینِ ادارۂ رضائے مصطفیٰ نہ فتاوی رضویہ کا پاس کرتے ہیں نہ اعلیٰ حضرت کے فرامین کا۔ بلکہ اس موقع پر بھی یہ آستانہ عالیہ بریلی شریف کے مقابل آگئے جیسا کہ مظلوم مبلغ ص ٦٠ پر وہاں کے فتوے کا بھی حوالہ موجود ہے کہ نوافل کی جماعت فقط خلافِ اولی ہے، اور سب پر آشکار ہے کہ خلاف اولی جائز ہوتا ہے اور اس جائز بات سے منع کرنے والے کا حکم بھی 'مظلوم مبلغ' میں مذکور ہے۔ پھر اس منع پر سختی دکھانا خصوصا جبکہ اس سختی سے ایک دینی تحریک کی عداوت پر لوگوں کا ذہن ہموار ہونے اور دینی معاملات میں فتنے کی راہ اُستوار ہونے کا اندیشہ ہو، کیا حکم رکھے گا؟

مووی اور فوٹو بازی...... اس سلسلے میں امیر اہلسنت کے اس فتویٰ جواز کو تسلیم کر لینے پر 'احکامِ شریعت و فتاوٰی رضویہ شریف' کی خلاف ورزی کا حکم ثابت کرنے میں حضرات کو کافی تکلف بلکہ تحکّم (زبردستی کا حکم ثابت کرنے) سے کام لینا پڑا۔

تصویر کے سلسلے میں علامہ مولانا محمد الیاس عطار قادری صاحب مدظلہ العالی کا مذہب و موقف (مواضعِ رُخص (رخصت کی جگہوں) کے علاوہ ناجائز و حرام ہونا) کسی سے مخفی نہیں۔ اب رہا مووی کا مسئلہ، تو عند التحقیق بدلائلِ ظاہرہ باہرہ قاہرہ ثابت و مدلل ہے کہ مووی، تصویر نہیں۔ یہی وہ فتویٰ ہے جسے تلمیذ و مرید و خلیفۂ صدر الشریعہ، نائب و خلیفۂ مفتی اعظم ہند، شارحِ بخاری، فقیہِ اعظم ہند مفتی شریف الحق امجدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم نے بھی اختیار فرمایا، وہ فقیہِ اعظم ہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جنہوں نے جون ۱۹۴۳ء سے لے کر اگست ۱۹۴۸ء تک مسلسل چودہ مہینے صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے فقہی استفادہ کیا اور فتویٰ نویسی سیکھی۔ پھر جون ۱۹۵۶ء سے لے کر ۱۹۶۶ء تک گیارہ سال دو ماہ تین دن کی طویل مدت شہزادۂ اعلیٰ حضرت، مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ کے خصوصی تربیت میں رہ کر ان سے ہزاروں بار ہزاروں مسائل میں استفادہ کیا اور آپ علیہ الرحمۃ کی نیابت میں افتا (فتویٰ دینے کے علم) کی خوب مشق کی۔ دس سال تک مفتی اعظم علیہ الرحمۃ نے از راہِ کرم و نوازش خود اپنے کاشانہ مبارکہ پر آپ کے قیام و طعام کا خصوصی انتظام رکھا جس کی وجہ سے آپ کو خوب قریب رہ کر تربیت پانے کا موقع ملا۔ تقریباً پچیس ہزار فتاویٰ آپ علیہ الرحمۃ نے بریلی شریف میں تحریر فرمائے اور اس کے بعد مختلف جگہوں پر فتویٰ نویسی کے اہم کام کو سرانجام دیتے رہنے کے بعد الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور میں متمکن ہو کر تا وصال ہزاروں فقہی تحقیقی فتاویٰ جاری فرمائے۔ غزالیٔ زماں، رازیٔ دوراں، مظہر امام احمد رضا، علامہ سیّد احمد سعید کاظمی شاہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تصدیق و فتویٰ تو 'مظلوم مبلغ' میں بھی مذکور ہو چکا۔ ان کے علاوہ کثیر جید علما و فقہا اس بات پر متفق ہیں کہ مووی تصویر نہیں ہے۔

اب آپ کو حیرت ہو رہی ہوگی کہ جب مووی کا جواز ان علما سے بھی ثابت ہے جو اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کا خلاف سوچ بھی نہ سکتے تھے تو امیر اہلسنّت کا اس فتویٔ جواز کو تسلیم کر لینا 'فتاویٰ رضویہ شریف' اور 'احکامِ شریعت' کے خلاف کیسے ہو گیا؟ رہی تصویر تو اس کی حرمت کے وہ قائل ہیں۔ تو لیجئے صاحبو! اس حیرانی کو دیجئے روانگی اور اس سلسلے میں اب ذرا ملاحظہ کیجئے ان حضرات کی ہوشیاری! اور نظر میں لائیے ان کے اندازِ استدلال کی پر اسراری۔ انہوں نے پہلے تو من ہی من میں مووی کو زبردستی تصویر مانا۔ پھر فتاویٰ رضویہ شریف اور احکامِ شریعت کے فتاویٰ جو تصویر کی حرمت و ممانعت پر ہیں کو اس بیچاری مووی پر منطبق کیا، پھر مفتی شریف الحق امجدی، علامہ سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی علیہما الرحمۃ اور شیخ الاسلام مدنی میاں اشرفی رضوی مدظلہ وغیرہ علما محققین کی اتباع میں امیر اہلسنّت مدظلہ کے مووی کو جائز سمجھنے کو تصویر کو جائز سمجھنا جتایا اور پھر یونہی بناء الفاسد علی الفاسد کرتے ('گویا اونٹ کو سائیکل پر بٹھاتے') ہوئے، من ہی من میں یہ کوڑیاں ملانے کے بعد اسے بالآخر زبردستی فتاویٰ رضویہ شریف اور احکامِ شریعت کی خلاف ورزی کی وردی پہنا ہی دی۔

ع کس جاں کنی سے، کوہ کنی، کوہ کن نے کی

رہی ان کی وہی کٹ حجتی جس کا جواب 'مظلوم مبلغ' میں دیا جا چکا ہے کہ مووی کے اعلانِ جواز کرنے کے بعد تصویریں دیکھنے میں آئیں اور پہلے نہ کبھی ایسا ہوا نہ دیکھنے سننے میں آیا (یعنی نہ مووی کو جائز کہا جاتا نہ اس سے تصویر بنا ممکن ہوتا)۔ یہ یا تو سراسر تجاہل عارفانہ ہے یا مضمون نگار زمانے کی چال سے بیگانہ ہے، جبھی تو اس کا اعتراض ایسا بچگانہ ہے۔ حضرت! آنکھیں وا کیجئے، اس اعلان سے پہلے کتنے ہی بزرگ ہیں کہ جن کی تصویر دستیاب ہے بلکہ خود سیّدی اعلیٰ حضرت امام اہلسنّت علیہ الرحمۃ کی تصویر بھی ملتی اور بکتی ہے۔ آپ یقیناً یونہی فرمائیں گے کہ اس میں ان بزرگوں کا تو کوئی قصور نہیں ہے نا، کہ وہ تو برابر منع فرماتے رہے۔ یہی جواب امیر اہلسنّت دامت برکاتہم کی طرف سے میں دے چکا ہوں۔ 'مظلوم مبلغ' نہیں پڑھی تو اب پڑھ لیجئے اور اس کے جوابات پر غور فرمائیے، سمجھ نہ ہو تو کسی سے ادھار ملتی ہو تو لے لیجئے اس کے علاوہ تو اب کوئی چارہ کار سمجھ نہیں آتا۔

جو جس کام میں مصروف ہو اسے اس کے احکام سیکھنا اور ان پر عمل کرنا لازم وضروری ہوتا ہے۔ امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے اہم کام کے سرانجام دینے میں بھی شریعت نے ہمیں احکام اور کچھ اصول عطا فرمائے ہیں جو عامی وخاص ہر ایک پر لاگو ہوتے ہیں ان اصولوں پر جو چلے گا جادۂ مستقیم پر رہے گا۔ جن کے بارے میں سیدی اعلیٰ حضرت اور دیگر اکابر رحمہم اللہ تعالی کی تصریحاتِ جلیلہ جگہ جگہ جلوہ دکھا رہی ہیں۔

سیّدی اعلیٰ حضرت اور دیگر اکابر رحمہم اللہ تعالی کے اصولوں سے ہٹ کر ان کی معیت سے محرومی کہ یہ نحوست ہوسکتی ہے کہ یہ حضرات قدم قدم ٹھوکریں کھا رہے ہیں۔ چنانچہ یہاں بھی ایسا ہی ہوا کہ ان کے نزدیک اگر مذکورہ مسائلِ اختلافیہ (اسپیکر، مووی، نوافل بجماعت وغیرہ) میں محولہ بالا ہستیاں اور دیگر اشخاص سب کے سب غلط اور حکمِ فسق سب پر مسلط تو پھر بھی ان کا یوں لکھ چھاپنا شرعاً مناسب نہیں۔ وہ یوں کہ ایسے فسقِ عمیم کا حکم جہلِ مرتکب کا ہوگا اور امام اہلسنّت سیّدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالی اس میں قاعدہ ذکر فرماتے ہیں کہ جہلِ مرتکب میں سمجھانا واجب نہیں ہوتا' پھر اگر سمجھانے سے فتنے کا اندیشہ ہو تو اب عدمِ تفہیم ہی شانِ حکیم۔ بلکہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالی علیہ تو ایک جگہ یہاں تک فرماتے ہیں، ایک جائز بات جس سے فتنہ ونفرت پیدا ہو اور آپس میں پھوٹ پڑے، ناجائز ہو جاتی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہیں، **بشروا ولا تنفروا** یعنی خوشخبری دو اور نفرت نہ پھیلاؤ۔

(فتاوی رضویہ شریف ج ۱۱ص ۲۴۷)

کس ڈھب سے راہِ عشق چلوں، ہے یہ ڈر مجھے
پھوٹیں کہیں نہ آبلے، ٹوٹیں کہیں نہ خار

مگر آہ کہ یہاں انہوں نے راہِ (فقہ) کا انتخاب تو کیا مگر فقیہانہ ڈھب نہ اختیار کیا، وضعِ ارشادی کا کوئی لحاظ رکھا نہ ضابطۂ راہداری کا کوئی پاس و اعتبار کیا اور نتیجتاً مسائل کے آبلے بھی پھوٹ رہے ہیں اور احتیاطوں کے خار بھی ٹوٹ رہے ہیں۔ بلکہ اس میں طرح طرح کی گلکاریوں سے نئے نئے 'شگوفے بھی پھوٹ رہے ہیں'۔ لیجئے اک تازہ غنچہ چٹکتا ہے۔

چنانچہ امیرِ اہلسنّت دامت برکاتہم العالیہ سے خطاب فرماتے ہوئے گویا ہیں......

آپ نے اپنی کتاب 'ذکر والی نعت خوانی' میں اسی موضوع پر بحث کی ہے......الخ

امیر اہلسنّت دامت برکاتہم العالیہ کی فقہی بحث سمجھنے کی گر لیاقت نہیں تو اس اعتراض خواہی اور مطالبۂ جواب دہی کی بھی حاجت نہیں۔ امیر اہلسنّت دامت برکاتہم العالیہ ایک ماہر فقیہہ اور حکیم و دانا شخصیت ہیں۔ ان کا انہیں جواب نہ دینے کا ایک مکمل حکم قرآنی پر عمل معلوم ہوتا ہے۔ 'ذکر والی نعت خوانی' کا رسالہ مبارکہ وہ ہے جس کی گفتگو فتاوی رضویہ کے جزئیات وقواعد سے مملو ہے اور جس کا ماحصل تمام تر ان حضرات کی کارگزاریوں کے خلاف پر ہے، حیرت ہے کہ اسے کس طرح اپنے حق میں جاننے اور اپنی تائید میں ماننے کا زعم رکھتے ہیں۔ حالانکہ ان کا اپنی ممانعتوں کی شدّتوں اور اپنی 'شدّتوں' کی شناعتوں کا، ذکر والی نعت خوانی کے جواز کی قباحتوں پر قیاس کرنا قیاس مع الفارق ہے (بلکہ اسے قیاس مع المعارض کہنا چاہئے)، أین ھذا من ذاك (یہ کہاں وہ کہاں)؟ لگتا ہے کہ مضمون نگار کو علمِ فقہ سے کوئی خاص مس نہیں۔ اس نے اتنا غور فرمانے کی زحمت نہ اٹھائی کہ 'ذکر والی نعت خوانی' کے رسالے کے سارے کلام کا مدار 'علتِ فتنہ' پر ہے۔ تو وہاں اسے کرنے کی اجازت دینے میں فتنہ واقع تھا جبکہ یہاں یوں منع کرنے میں وقوعِ فتنہ لاحق ہے۔ وہاں کرنے کی اجازت دینے میں گناہوں کا دروازہ کھل رہا تھا یہاں ناجائز کا حکم لگانے میں کروڑوں کی تفسیق وتاثیم (فاسق وگنہگار ٹھہرانا) یا پھر حرج وتضییق (تنگی) لازم آرہی ہے کہ اگر وہ بیچارے اس سے بچنا چاہیں تو بچ نہیں سکتے (سوائے خود ساختہ تقوے اور ورع کا کمبل اوڑھ کر مزعومہ پارسائی کے حجرے میں پناہ لینے کے، جو سب کر نہیں سکتے) ورنہ ان کے معمولات کی تعطیل وتبطیل (معطل اور بے کار چھوڑنا) لازم آئے گا۔ مگر آپ کی طرف سے تو شاید امت مرحومہ کیلئے تفسیق (فاسق قرار دینے) کے سودے کے ساتھ تضییق کا تحفہ مجانا (چونگے میں) ہے۔

ذرا ایک نظر 'مظلوم مبلغ' کے وہ صفحات جن میں آپ کی شدتوں سے امت مرحومہ کیلئے طرح طرح کی دقتوں میں پڑنے کا بیان ہے (پہلے سرسری پڑھے ہیں تو اب توجہ سے) پڑھ لیجئے، شاید قوم پر رحم آجائے اور قلبی تنگی اور تنگ مزاجی میں آپ کچھ وسعت وراحت پائیں۔ وگرنہ ہمیں جناب کی تضییق وتشدید کے بجائے ان ماہر فقہا مخلص علما کا فیصلہ قبول ہے جنہوں نے حالات پر نظر رکھی اور اکابر کے بیان کردہ شرعی اصولوں کے تحت اس امت مرحومہ کیلئے رِفق وتیسُّر (نرمی اور آسانی) پر مبنی موقف اختیار فرمایا (ومنھم الفقیہہ العطارؔ القادری)......ذرا اسی امام اہلسنّت، مجدد دین وملت رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے فرمان پر ہی نظر فرمایئے! (جن کو جناب نے اپنے مزاج کی تائید کیلئے نہایت سخت گیر مشہور کر رکھا ہے) کہ وہ کیسے امت کی خیر خواہی میں کوشاں رہنے والے فقہا کی پشت پناہی فرما رہے ہیں۔ چنانچہ ہمارے آقا اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں......

'مقاصدِ شرع سے ماہر خوب جانتا ہے کہ شریعتِ مطہرہ رِفق وتیسُّر (نرمی اور آسانی) پسند فرماتی ہے نہ معاذ اللہ تضییق وتشدید (تنگی اور شدت)، والہٰذا جہاں ایسی دقتیں واقع ہوئیں علمائے کرام انہی روایات کی طرف جھکے ہیں جنکی بنا پر مسلمان تنگی سے بچیں۔

ردالمحتار کی کتاب الحدود میں ہے……

هو خلاف الواقع بين الناس و فيه حرج عظيم لإنه يلزم منه تأثيم الأمة

ترجمہ: یہ لوگ جس چیز میں مبتلا ہیں اسکے خلاف ہے اور اس میں عظیم حرج ہے اسلئے کہ اس سے امت کو گنہگار ٹھہرانا لازم آتا ہے۔

اسی (ردالمحتار) کی کتاب الحظر میں ہے……

هو ارفق بأہل ہذا الزمان لئلا يقعوا فی الفسق و العصيان

ترجمہ: یہ اس زمانے کے لوگوں کیلئے ارفق (سب سے نرم) ہے تاکہ کہیں ایسا نہ ہو کہ ان کا فسق اور نافرمانی میں واقع ہونا لازم آئے۔

اسی (ردالمحتار) کی کتاب البیوع میں ہے……

لا يخفى تحقق الضرورة فی زماننا ولا سيّما فی مثل دمشق الشام، فإنه لغلبة الجهل على الناس لا يمكن الزامهم بالتخلص بأحد الطرق المذكورة إن أمكن ذلك بالنسبة بعض افراد الناس لا يمكن بالنسبة الى عامتهم و فی نزعهم عن عادتهم حرج وما ضاق الأمر إلا اتسع ولا يخفى أن هذا مسوغ للعدول عن ظاہر الرواية كم يعلم من رسالتنا المسماة 'نشر العَرف فی بناء بعض الأحكام على العرف' فراجعها اه ملخصاً

ترجمہ: ہمارے زمانے میں (اس کی) ضرورت کا تحقق وثبوت مخفی نہیں، بالخصوص ملکِ شام کے دمشق جیسے شہر میں۔ کیونکہ لوگوں پر جہالت کے غلبے کی وجہ سے ان کو مذکورہ طریقوں میں سے کسی طریقے سے باز رہنے کا پابند نہیں کیا جا سکتا، اگرچہ بعض لوگوں کو پابند بنانا ممکن ہے، مگر اکثر لوگوں کیلئے یہ ممکن نہیں ہے۔ جبکہ مسلمہ بات ہے کہ 'لوگوں کو ان کی عادتوں سے ہٹانے میں ان کیلئے حرج اور تنگی ہے'، اور قاعدہ ہے کہ 'جب معاملہ تنگ ہو جاتا ہے تو باعثِ وسعت بن جاتا ہے۔' نیز یہ بات مخفی نہ رہے کہ اس بنا پر ظاہر الروایہ سے بھی عدول کیا جا سکتا ہے۔ جیسا کہ ہمارے رسالے نشر العَرف فی بناء بعض الأحكام على العرف سے جانا جا سکتا ہے، تو اس کی طرف رجوع کرو۔' (فتاوی رضویہ شریف جدید ج ۱۱ ص ۱۵۱۔۱۵۲)

اب ان صاحبان کا ایک اور کمال نظر نواز ہو، رسالہ 'ذکر والی نعت خوانی' کی بزعم خود من پسند عبارت ذکر کر دی اور دیگر تمام وہ عبارتیں ہضم فرما گئے جو آئینہ دکھا رہی تھیں۔ میں کچھ ان کی جھلکیاں پیش کرتا ہوں۔ چنانچہ امیر اہلسنّت دامت برکاتہم العالیہ نے اس رسالے کے ص ۶ پر یہ فرمایا..... 'فقہی مسائل میں علمائے کرام کا اختلاف کوئی نئی بات نہیں، اور اس میں کوئی قباحت بھی نہیں۔'

'جب کسی ایسے کام (مثلاً اسپیکر اور مووی کے جائز استعمال سے منع کرنے) سے مسلمانوں میں نفرت کی کیفیت جنم لینے لگے جس کا کرنا فرض، واجب یا سنت مؤکدہ نہ ہو تو اس (منع کرنے کے) کام کو ترک کرنا ہوگا اگرچہ افضل و مستحب ہو۔' (ذکر والی نعت خوانی ص ۶)

'خود ایک مستحب بات کرنی اور مسلمانوں کو ایسی سخت بلا میں ڈالنا پسندیدہ نہیں۔' (فتاویٰ رضویہ جدید ج ۲۲ ص ۱۰۳)

'لوگوں کا مروجہ طریقہ جس کی شرعاً ممانعت نہ ہو اس سے ہٹ کر کوئی بھی ایسا فعل نہ کیا جائے جس سے لوگوں میں نفرتیں پھیلیں۔' (ذکر والی نعت خوانی ص ۱۰)

اگر آپ کا ان امور سے منع کرنا مستحب بھی ہو (کہ اگر آپ انہیں حرام بھی قرار دیں تو موجودہ صورتحال میں جہل مرکب، جس سے منع کرنا واجب نہیں بلکہ جائز یا حد درجہ مستحب) تو اب بھی امیر اہلسنّت ہی کی مان لیں، ان شاء اللہ خود بھی اور قوم کو بھی فتنہ و نفرت سے بچالیں گے۔ چنانچہ امیر اہلسنّت دامت برکاتہم اس کے بعد فرماتے ہیں.....

'بلکہ کسی مستحب کام سے بھی اگر مسلمانوں میں پھوٹ پڑتی ہو، فتنے کھڑے ہوتے ہوں، ناراضگیاں اور دوریاں پیدا ہوتی ہوں، لوگ بدظن ہوتے ہوں تو مسلمانوں کی دلجوئی کی خاطر اس مستحب کو ترک کرنا ہوگا۔

جیسا کہ حضور اکرم نور مجسم شاہ بنی آدم رسول محتشم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشادِ معظم ہے......

بشروا ولا تنفروا یعنی خوشخبری سناؤ اور نفرت نہ دلاؤ۔ (صحیح البخاری ج ۱ ص ۴۲ دار الکتب العلمیہ بیروت)

میرے آقا اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ ربّ العزت کا فرمان عبرت نشان ہے، مسلمانوں کی عادت کا خلاف کرنا اور وحشت دلانا یہ جائز نہیں۔' (ذکر والی نعت خوانی ص ۱۰۔۱۱)

یہ حکم ان امور کو متفقہ طور پر گناہ تسلیم کرنے کی صورت میں تھے اور حال یہ ہے کہ مسئلہ مختلف فیہ ہونے اور فقہاءِ معتمدین و مخلصین کے فتویٰ جواز دینے کی وجہ سے گناہ ہی نہیں (ہاں جو اپنے حق میں گناہ سمجھے وہ بچے اور دوسرے پر نہ تنقید کرے نہ برا بھلا کہے)۔ تو اب باوجودِ فتنہ (نہ کہ اندیشۂ فتنہ)، ان سے منع کرنا بلکہ اس منع پر شدت کرنا، نہیں نہیں بلکہ اس شدت میں گالیوں اور الزام تراشیوں پر اتر آنا، ہے کوئی دنیا کا مفتی جو اسے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کی تعلیمات کے مقابل و معارض ہو کر جائز قرار دے۔

پھر اس سے بھی بڑھ کر عجیب تر تحکّم یہ ملاحظہ ہو کہ فرماتے ہیں، 'آپ (مولانا الیاس قادری صاحب دام ظلہ) کا کوئی عقیدت مند اس (جواب دینے) کا اہل نہیں۔' (ماہنامہ رضائے مصطفیٰ جنوری ص ۲۴) سبحان اللہ! کیا قاعدہ ذکر فرمایا۔ یعنی سب نا اہل ہیں اگر چہ وہ کیسا ہی درست و باصواب، خواہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے فرمودات کا انتخاب اور بھلے دلائل سے مثبت جواب دیں۔ اس سے صاف طور پر یہی سمجھ میں آسکتا ہے کہ حضرات کو حق سے غرض و مطلب نہیں، کہ وہ تو کوئی بھی واضح کر دے منصف مزاج کیلئے قابل تسلیم اور سمجھانے والا اہل تعلیم ہوتا ہے بلکہ انہیں فقط امیر اہلسنّت دامت برکاتہم العالیہ کو چھیڑنا، سفلی سطح کے غیر فقہی ذہن رکھنے والوں سے الجھانا اور انہیں ان کے مثبت کاموں سے روک کر سنیت کو نقصان پہنچانا مقصود و مطلوب ہے۔ مگر وہ (امیر اہلسنّت دام ظلہ) بھی کمال درجے کے روشن ضمیر نظر آتے ہیں کہ ان کی اس فطرت و مطلب کو بھانپ کر اس پر التفات فرمانے کے بجائے اپنا کام آگے بڑھانے میں منہمک رہے۔ البتہ ہمیں اپنے روشن ضمیر ہونے کا دعویٰ تو نہیں مگر اب تک آپ کی اپنے ارادت مندوں وغیرہ سے چشم پوشیوں اور ایک فقط ان (مولانا الیاس قادری صاحب دام ظلہ) ہی پر جاری 'مہربانیوں' سے ہم پر آپ کے مذکورہ باطل نظریے و فاسد رویے کے سوا کوئی مطلب نہیں کھل سکا۔

کچھ انتہائے لطف کا مطلب نہ کھل سکا   اُف رے نگاہِ دوست بڑا جُل دیا مجھے

بے شک یہ امیر اہلسنّت مولانا محمد الیاس قادری دام ظلہ العالی کی اعلیٰ ظرفی ہے کہ بھرے مجمع میں 'فوراً میری اصلاح فرمائیں' کے حوصلہ بخش جملے کے ساتھ اپنی غلطی پر آگاہ کر دینے کی ترغیب دلاتے ہیں اور یہ انہی کی ہمت اور شان ہے کہ واقعی جہاں شریعت توبہ و رجوع کا مطالبہ کرتی ہے اور کوئی توجہ دلاتا ہے تو وہاں ان کے رجوع کے واقعات ملتے ہیں۔ مگر مُصْلِح کیلئے بھی تو ضروری ہے کہ وہ حدیث انزلوا الناس منازلهم 'لوگوں سے ان کے مراتب کے لحاظ سے معاملہ کرو' کے حکم کے تحت حفظِ مراتب اور المعترض كالاعمى کا تمغہ پانے سے بچنے کے لئے غلطی کی واقعیت و نوعیت وغیرہ امور پیشِ نظر رکھے تاکہ مصلح ہی رہے مفسد نہ بنے۔ یہاں موجودہ حالات میں پہلے ان کا عمل ان اکابر کی منشا کے خلاف اور اصلاح طلب ثابت تو کر لیں۔ اُن بزرگوں نے اپنے وقت و حالات کے مطابق صحیح فتویٰ ارشاد فرمایا مگر موجودہ دور و حالات میں امیر اہلسنّت دامت برکاتہم العالیہ نے جدید سائنسی تحقیق اور اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کے جزئیات سے اسکے ثبوت کے بعد اگر جواز کا موقف رکھنے والے علما کرام کی تائید فرما دی ہے تو اس میں آپ حضرات ان اشیا کی ماہیت یا قولِ ضروری کے شرعی حکم سے اپنی عدم معرفت کا اعلان کیوں فرما رہے ہیں؟ اُمت کی تفسیق و تاثیم اور ان کے لئے تفسیق و تشدید کے غضب کیوں ڈھا رہے ہیں؟ اس انتہائی غیر مناسب انداز و اقدام سے آپ حضرات خود متنازعہ بن چکے ہیں۔ رہی کتب کی بات تو ہر چند کہ مانعین و مجوزین دونوں طرح کے علماء کرام و فقہاء عظام ہمارے سر کے تاج و شاہانِ بے تاج، مگر مسئلہ زیرِ بحث میں خلیفۂ صدر الافاضل و محدث الوری، فیض یافتۂ نعیم گلستانِ رضویت،

مظہرِ فقاہتِ اعلیٰ حضرت، فقیہہ اعظم بصیر پور مولانا المفتی نور اللہ نعیمی رضوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم کی کتاب 'مکبر الصوت' جس کا انتساب انہوں نے اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی کے نام بایں الفاظ کیا، 'یہ چھوٹا سا عجالہ حضرت امام اہل السنۃ والجماعۃ، ماحیٔ بدعت، عظیم البرکت، کریم الطلعت، مجدد مائۃ حاضرہ، اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خصوصی فیوض و برکات سے ہی مستفاد ہے۔ لہٰذا ان ہی کے نام نامی واسم سامی سے منتسب کرنے کا شرف حاصل کرتا ہوں......

ع گر قبول افتد زہے عز و شرف

اسے تقریباً پچاس سال تحریر ہونے کو آئے مگر کہیں سے جواب نہ ہوا۔

خیر، فی الوقت ہم عوامِ اہلسنّت آپ کے غلط انداز کے شاکی ہیں جو شرعاً، اخلاقاً اور تہذیباً بھی درست نہیں ہے۔ مسلکی اعتبار سے بھی اس کا نقصان واضح ہے۔ دیگر بہت سی وجوہات شرعاً آپکے عمل کی اصلاح چاہتی ہیں۔ ان میں سے بعض سیّدی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کے مبارک الفاظ میں اختصاراً پیش کردی گئیں، آپ کی سمجھ میں نہ آنے کی صورت میں ضرورت پڑی تو پھر 'مظلوم مبلغ' کی دیگر اقساط میں بالتفصیل مذکور ہوں گی اور بحمد اللہ تعالیٰ کھل جائیگا کہ فیضانِ اعلیٰ حضرت کس طرف جاری ہے۔

فی الحال آپ پر یہ نکتہ واضح کرنا مقصود ہے کہ فی زمانہ ایسے نازک حالات میں ایسے عظیم مبلغِ اسلام کی مخالفت اور خوامخواہ ان کے خلاف زہر اگلنے کی عادت ہرگز ہرگز سود مند نہیں۔ ایسے وقت میں کہ ایک طرف تو لوگ ویسے ہی دین سے دور ہیں، اس پر مزید یہ کہ کفارِ ناہنجار و دشمنانِ اسلام دن رات اپنی کوششوں، سازشوں، عیاریوں اور مکاریوں میں مصروف ہیں۔ ان کی کوشش ہے کہ معظمینِ اسلام کا بظاہر ہی سہی کوئی کمزور پہلو نظر آئے تو اسے پھیلا دیا جائے تاکہ لوگوں بلکہ خود مسلمانوں کو اسلام اور ان کے علماء ورہنماؤں سے دور کر دیا جائے بلکہ معاذ اللہ تعالیٰ ان کی نفرت دل میں بٹھادی جائے۔ کسی عالم یا مذہبی شخص سے بتقاضاء بشریت کوئی خطا سرزد ہوجائے تو اسے مبالغے کے ساتھ اچھالنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑتے۔ یہ تو ان کھلے دشمنوں کا حال ہے، اور وہ جو کہ دین کے نام پر دین و مذہب کی بیخ کنی پر تلے ہیں، انکے فتنے کا الگ وسیع جال ہے۔ ان کے انداز اس سے کہیں زیادہ پر خطر ہیں، وہ علماءِ اہلسنّت سے عوام کو تنفر دلانے میں کس قدر کوشاں ہیں کسی ذی شعور پر مخفی نہیں۔ ایسے حالات میں کسی ایسے سنی عالم کی مخالفت ہرگز نہیں کرنی چاہئے جس کی وجہ سے سنیوں میں اتحاد پیدا ہوا ہو، جس پر عوام و علماء دونوں فخر کرتے ہوں، جس کی خدمتِ دین ایسے حالات میں سورج کی طرح روشن ہو اور جس سے عوامِ اہلسنّت وجماعت کا بڑا طبقہ منسلک ہو، جس کے کام میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے وہ برکت دی کہ برسوں سے علماء جس طرزِ اجتماعی پر خدمتِ دین کے خواہاں تھے اسے عملی جامہ پہنایا ہو۔

امامِ اہلسنّت اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس اجتماعی قوت، اہلسنّت و جماعت کے اتفاق کی اہمیت اور ان کے آپسی انتشار کے نقصان کا کیسا درد واحساس رکھتے تھے۔ ہر حساس شخص آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تحریروں میں ان درد وسوز بھرے جذبات کا اِدراک کرسکتا ہے۔ انجمن نعمانیہ لاہور کے نام سنیت کے درد سے مملو اپنے ایک مکتوب میں امامِ اہلسنّت، اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں...... خالص اہل سنت کی ایک قوتِ اجتماعی کی ضرور ضرورت ہے، مگر اس کیلئے تین چیزوں کی سخت حاجت ہے:۔

(۱) علماء کا اتفاق (۲) تحمل شاق قدر بالطاق (۳) امرا کا انفاق لوجہ الخلاق ...... یہاں یہ سب باتیں مفقود ہیں، فانا للہ وانا الیہ راجعون ...... پھر فرمایا،'اتفاقِ علماء کا یہ حال کہ حسد کا بازار گرم، ایک کا نام جھوٹوں بھی مشہور ہوا تو بہتیرے سچے اسکے مخالف ہوگئے۔ اس کی توہین تشنیع میں گمراہوں کے ہم زبان بنے، کہ' ہیں! 'لوگ اسے پوچھتے ہیں اور ہمیں نہیں پوچھتے! اب فرمائیں کہ وہ قوم کہ اپنے میں کسی ذی فضل کو نہ دیکھ سکے، اپنے ناقصوں کو کامل، قاصروں کو ذی فضل بنانے کی کیا کوشش کرے گی۔ حاشا یہ کلیہ نہیں مگر للاکثر حکم الکل ۔الحمدللہ، یہاں متکلم عموم کلام سے ضرور خارج ہے ولوجہ ربی الحمد ابداً۔ فقیر میں لاکھوں عیب ہیں مگر میرے رب نے مجھے حسد سے بالکل پاک رکھا ہے۔ اپنے سے جسے زیادہ پایا اگر دنیا کے مال ومنال میں زیادہ ہے قلب نے اندر سے اسے حقیر جانا پھر حسد کیا حقارت پر، اور اگر دینی شرف وافضال میں زیادہ ہے اس کی دست بوسی و قدم بوسی کو اپنا فخر جانا، پھر حسد کیا اپنے معظم بابرکت پر۔ اپنے میں جسے حمایت دین پر دیکھا اس کے نشر فضائل اور خلق کو اس کی طرف مائل کرنے میں تحریراً وتقریراً ساعی رہا۔ اس کیلئے عمدہ القاب وضع کرکے شائع کئے۔ (فتاوی رضویہ جدید ج۲۹ ص۵۹۷)

یہاں امیر اہلسنّت مدظلہ العالی کے معاملے میں تو اختلافی مسائل میں بعض سنی متدین علما کا موقف اختیار کرنے کا مسئلہ ہے، بالفرض کسی سنی عالم سے (اور خصوصاً ان امیر اہلسنّت دامت برکاتہم سے کہ جن کے کام میں اہلسنّت کے مختلف شعبوں میں سنیت کا کام آگے بڑھانے کے لحاظ سے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کے خواب کی تعبیر نظر آتی ہے) اگر کوئی لغزش بھی واقع ہوجاتی تو پھر بھی آپ جو انداز اختیار کئے ہیں اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ اسے اِشاعتِ فاحشہ (بُرا چرچا) ارشاد فرماتے، شرعاً ناجائز وحرام قرار دیتے، باعثِ عذابِ الیم ٹھہراتے اور اس سے سخت ناراضی وناخوشی کا یوں بیان فرماتے ہیں،' اہلسنّت سے بتقدیرِ الٰہی جو ایسی لغزشِ فاحش واقع ہو اس کا اخفاء واجب ہے کہ معاذ اللہ لوگ ان سے بداعتقاد ہوں گے تو جو نفع ان کی تقریر اور تحریر سے اسلام وسنت کو پہنچتا تھا اس میں خلل واقع ہوگا۔ اس کی اشاعت، اشاعتِ فاحشہ ہے اور اشاعتِ فاحشہ بنص قرآن عظیم حرام،

قال اللہ تعالیٰ...... ان الذین یحبون ان تشیع الفاحشۃ فی الذین آمنوا لھم عذاب الیم فی الدنیا والآخرۃ واللہ یعلم وانتم لا تعلمون ترجمہ : جولوگ یہ پسند کرتے ہیں کہ مومنوں میں فاحشہ کی اشاعت ہو ان کے لئے دُنیا اور آخرت میں دردناک عذاب ہے۔ (فتاوی رضویہ جدید ج۲۹ ص۵۹۴)

امام اہلسنّت اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے جب ایک ایسے عالم کے بارے میں فتویٰ طلب کیا گیا کہ جس کی تقریر سن کر لوگ طریقہ سیّد المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یعنی سنتیں سیکھتے ہوں، ہزار ہا اہل اسلام جو ضروری شعائر اسلام اور ارکانِ صوم وصلاۃ سے بھی واقفیت نہ رکھتے تھے وہ خود نمازیں سکھانے اور پڑھانے لگ پڑے ہوں۔ اس کا وعظ بد دینوں سے لوگوں کو دور کرنے والا اور عقائد اہلسنّت پر مضبوط کرنے والا ہو تو اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جواب میں ارشاد فرمایا......

'اسے نہ صرف عالم بلکہ اس زمانہ میں اراکینِ دین وسنت وخلفائے رسالت علیہ افضل الصلوۃ والتحیۃ واولیائے جناب احدیت آلاءٗ جلت سے سمجھنا چاہیے اور اس کی جو خدمت ہوسکے صلاح وفلاحِ دارین ورضائے ربّ المشرقین وخوشنودی سیّد الکونین ہے۔ جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

قال اللہ تعالیٰ...... کنتم خیر امۃٍ اخرجت للنّاس تامرونَ بالمعرُوف وتنھون عنِ المنکر 'تم بہتر ہو ان سب امتوں میں جو لوگوں میں ظاہر ہوئیں بھلائی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے منع کرتے ہو۔' (فتاویٰ رضویہ جدید ج ۱۹ ص ۳۳۳)

اب آیئے میں آپ کو اپنے دو عظیم بزرگوں کی کرامت دکھاتا ہوں۔ یہ دونوں بزرگ اسلام وسنت کی وہ مخلص ہستیاں ہیں جنہوں نے اپنی حیات ہی میں ایسے سانحات کی بیخ کنی کو ارشادات قلم بند فرمادئے اور کئی سال پہلے ہی ان کے بارے میں استفتاء وفتویٰ کے ذریعے ہماری رہنمائی فرمادی۔ چنانچہ ملاحظہ فرمایئے......

مسئلہ...... مرسلہ سید محمد صاحب محدث کچھوچھوی علیہ الرحمۃ ۲۵ ذیقعد ۵۸ھ

بملاحظہ گرامی حضرت صدر الشریعہ مولانا شاہ حکیم محمد امجد علی صاحب قبلہ دامت برکاتہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، (الف)...... زید بحمد اللہ ایک سنی عالم ہے مگر اسکا طریقِ عمل یہ ہے کہ اپنے چند مخصوص اشخاص کے علاوہ اہلسنّت کے اکابر علماء کی نسبت اپنی عام خاص مجلسوں میں ایسے کلمے بے محابا کہا کرتا ہے جن کو سن کر سننے والے ان علماء کے ساتھ دینی حیثیت سے بدگمان ہوجائیں اور ان کی مذہبی وقعت دلوں سے جاتی رہے یا کم ہوجائے اور ان کا وقار کم کرنے کیلئے اکابر علماء اہلسنّت کے دینی القاب جو ان کے اسمائے مبارکہ کے ساتھ امتیازی طور پر معروف ہیں انہیں ترک کرکے سادہ لفظوں میں معمولی لوگوں کی طرح انکے نام لیکر ان کا ذکر کرنا زید کی عادت ہے۔ زید نے اپنے رفیقوں کی ایک چھوٹی سی جماعت بھی بنائی ہے اور اس کے افراد کے نام سے جو زید خود یا زید کی رضا یا ایما سے اس جماعت کے افراد علمائے کرام اہلسنّت کی شان میں نحیف کلمات اور سبک الفاظ استعمال کرتے ہیں، اور مسلمانوں کو ان سے بدظن کرنے کی کوشش کرتے ہیں، اور زید اشارۃً یا کنایۃً بھی انہیں منع نہیں کرتا بلکہ لوگ جانتے ہیں کہ زید اس پر خوش ہوتا ہے یا خود ہی وہ ان کے پردے میں ایسا کرتا ہے۔

اس زید کا اور اس کے ان رفقا کا شرعاً کیا حکم ہے؟ (فتاویٰ امجدیہ ج ۴ ص ۵۱۳)

الجواب......(الف)...... افسوس کہ اس زمانہ میں جبکہ گمراہی شائع ہورہی ہے اور بدمذہبی زور پر ہے زید جوایک سنی عالم ہے جیسا کہ سوال میں ظاہر کیا گیا ہے، تعجب ہے کہ اوس کے رفقاء کار خود علمائے اہلسنت کو سبّ وسخیف الفاظ سے یاد کر کے علما کے اعزاز ووقار کو مٹائیں اور زید خاموش رہے بلکہ اپنے طرزعمل سے اس پر رضامندی ظاہر کرے۔ اگر واقعی وہ سنّی عالم ہے تو اس کا یا اس کے رفقا کا یہ فعل بنابر حسد ہوگا۔ عوام کو علما سے بدظن کرنا بہت سخت گناہ ہے کہ جب بدظن ہوں گے اون سے بیزار ہوں گے اور ہلاکت میں پڑیں گے۔ بالجملہ زید کا یہ طرزعمل بالکل جائز نہیں۔ جب علمائے اہلسنت کا وقار جاتا رہے گا اور ان سے بدظنی پیدا ہوگی تو خود زید جس کو سنی عالم بتایا جاتا ہے اس سے کب محفوظ رہے گا۔' (فتاوی امجدیہ ج۴ ص ۵۱۵)

ان دو عظیم ہستیوں کا پورا استفتاء وفتوی (الف، ب، ج، د) ہر عامی کیلئے عموماً اور خواص کے لئے خصوصاً قابلِ مطالعہ ولائقِ غور و باعثِ اصلاح ہے۔ اس کے بعد بھی صلاح وخیر کی صورت نہ نکالی گئی تو کہیں ایسا نہ ہو کہ ان کی سنیت ورضویت مشکوک ہو کر انہیں اس پردے میں اہلسنّت کو نقصان پہنچانے کا کوئی ادارہ گمان کیا جانے لگے ؎

سنبھلنے دے مجھے اے نا امیدی کیا قیامت ہے
کہ دامانِ خیالِ یار چھوٹا جائے ہے مجھ سے

یہ ڈر اور خوف ہر قدم پیشِ نظر ہونا چاہئے کہ سبب پیدائش وافزائشِ فتنہ نہ بنا جائے۔ اللہ تعالی پ ۳۰ سورۂ بروج آیت ۱۰ میں ارشاد فرماتا ہے...... ان الذین فتنوا المؤمنین والمؤمنات ثم لم یتوبوا فلھم عذاب جھنم ولھم عذاب الحریق یعنی' بے شک جن لوگوں نے مسلمان مردوں اور عورتوں کو فتنے میں ڈالا پھر توبہ نہ کی، ان کے لئے جہنم کا عذاب ہے اور ان کیلئے آگ کا عذاب۔' اس آیت کی تفسیر میں مفتی احمد یار خان فرماتے ہیں، 'مسلمانوں میں فتنہ پھیلانے والا بڑا مجرم ہے۔ عالم کو چاہئے کہ ایسا غیر ضروری مسئلہ نہ بیان کرے جس سے فتنہ ہو۔' (تفسیر نور العرفان) بالخصوص دور حاضر میں ایسا نہیں کرنا چاہئے کہ جس میں ادنی فتنہ جنگل کی آگ، بلکہ اس سے بڑھ کر ہے کہ ہر خشک وتر، رطب ویابس کو بھسم کر دیتا ہے۔ موجودہ دوران فتن کے پنپنے میں بہت معاون ہے۔ صاحب کوئی سا بھی موقف اپنائیں، اس کے تھوڑے ہی سہی ماننے والے ضرور پائیں۔ تو جتنے دھڑے ہمارے بڑے فراہم کریں گے اتنی سنیت منتشر ہوگی۔ لہذا اس سنیت کو علی خالہٖ فروغ پانے دیجئے اور ہوسکے تو اس حدیث کا مصداق بنئے اور بنایئے، ان المؤمن للمؤمن کالبنیان یشد بعضہ بعضا یعنی مؤمن، مؤمن کیلئے دیوار کی طرح ہے کہ اس کا ایک حصہ دوسرے کو تقویت دیتا ہے۔ (صحیح البخاری، حدیث رقم: ۴۵۹)

بہرحال آپ کی اس بات نے کہ 'ہمیں آپ (مولانا الیاس قادری صاحب) سے بھی پیار ہے اور دعوت اسلامی سے بھی پیار ہے' بہت ہمت بندھائی اور امید دلائی ہے۔ مگر ؎

اس برگِ خزاں دیدہ پہ کب آئے گی رونق
کب برسے گی گلشن میں جو رحمت کی گھٹا ہے

اللہ تعالی آپ کے دل میں ان کیلئے مزید نرم گوشہ پیدا فرمائے اور ہمیں بہرحالت اسلام وسنیت کے لئے نافع بنائے۔

کچھ 'تو' سمجھے خدا کرے کوئی

اثر کرے نہ کرے سن تو لے فریاد میری
نہیں ہے داد کا طالب یہ بندۂ آزاد

کہتے ہیں کہ دنیا پور کے جنگلات میں دو قبیلے آباد تھے۔ایک کا نام 'بنو بہشت' اور دوسرے کا 'بنو نار' تھا۔دونوں کی کئی شاخیں تھیں دونوں کی آپس میں سخت دشمنی تھی، اور ایک دوسرے کو نظریاتی شکست دینے کے لئے ہر وقت مصروفِ عمل رہتے تھے۔یہاں تک کہ بنو نار قبیلے کی ایک شاخ بنو دیو نے ایک ایسا دستہ تیار کیا جس نے بھیس بدل کر بنو بہشت قبیلے کے گھر گھر جا کر انہیں اپنے ساتھ ملانا شروع کر دیا۔اس میں ان کو خاطر خواہ کامیابی ہوئی اور انہوں نے بنو بہشت کے کئی علاقے فتح کر لئے۔دوسری طرف بنو نار کی مختلف شاخوں کے خطباء و مصنفین اور دانشور بھی بنو بہشت پر حملوں میں تیزی دکھانے لگے۔

اسی دوران بعض ناریوں نے ایک ایسے میلے کا انعقاد کیا جس کا مقصد کھیل کود، گانا بجانا اور دیگر عیاشانہ امور کا پھیلاؤ تھا۔ لیکن جب اس میلے کو اتنا عروج حاصل ہو گیا کہ دنیا پور کے تمام قبائل کے کثیر افرد بلکہ تقریبا ہر گھر کا کوئی نہ کوئی فرد اور اکثر گھروں کے تمام افراد اس میں شریک ہونے لگے۔تو ناری قبائل کی بعض شاخوں بنو دیو، بنو غیر اللہ اور بنو رفض وغیرہ کے لیڈروں نے موقع غنیمت سمجھتے ہوئے خود بھی اس میلے میں شرکت شروع کر دی اور اس میلے کے شرکاء کو اپنی تقاریر کرنا شروع کر دیں۔اس طریقے سے ان کے ناری نظریات، بہشتی قبائل کے گھر گھر بڑی آسانی سے پہنچنا شروع ہو گئے، اور بہشتی قبائل کی نظریاتی ٹوٹ پھوٹ میں تیزی سے اضافہ ہونے لگا اور ان کی نظریاتی شکست واضح نظر آنے لگی۔

ایسے میں بہشتی قبائل کے کچھ اہل حکمت و دانش نے ناری قبائل کے حملوں کا منہ توڑ جواب دینے کیلئے اس میلے میں شرکت شروع کر دی۔جس سے بہشتی نظریات بھی با آسانی ہر گھر میں پہنچنے لگے اور ان کی یہ پر حکمت کوشش ناری قبائل کے یاجوج لشکر کے سامنے سدِ سکندری ثابت ہوئی۔

لیکن پھر گھر کو گھر کے چراغ سے آگ لگنا شروع ہوئی۔بہشتی قبائل کے بعض متشدد اہل علم نے اپنے قبیلے کے ان محافظین مخلصین پر طعن و تشنیع کے پتھر برسانے شروع کر دیئے اور قبیلے کے بعض سرداروں کے اقوالِ صوری کا سہارا لے کر قبیلے کے ان دانشمند محافظوں کو قبیلے کے حق میں نقصان دہ، فتنہ پرور حتی کہ قبیلے سے ہی خارج قرار دینے لگے۔

ان اہل دانش نے بہت منت سماجت سے کام لیا۔ اپنے سرداروں کے اقوال ضروریہ کی طرف توجہ دلائی۔ عظمت والے سرداروں کی طرف سے مہیا کردہ قوانین میں سے 'ضرورت و حرج وغیرہ' کی شقیں 'ہائی لائٹ' کر کے دکھائیں، اور بہت سمجھایا کہ ہمارے سرداروں نے ضرورت وحرج وغیرہ اسباب ستہ کی بنا پر تبدیلی احکام کو جائز قرار دیا ہے بلکہ قبیلے کے 'بڑے بڑے سمجھداروں' کی کتابوں میں ایسی بے شمار مثالیں بھی موجود ہیں۔ لیکن ان متشدد اہل علم پر اس کا کچھ اثر نہ ہوا۔ وہ ان محافظین مخلصین پر سنگباری میں طراری دکھاتے چلے گئے۔

ان سنگدل سنگباروں کی سنگباری کا نشانہ خاص ایک ایسا دیوانہ محافظ ٹھہرا جس نے شب و روز کی محنت سے ایک ایسا لشکر تیار کیا تھا جس کے چھوٹے چھوٹے دستے قبیلے کے چھوٹے چھوٹے قلعوں اور بستیوں میں جا جا کر بہشتی نظریات کا پرچار کرتے اور اپنے سرداروں کی محبت کی مے سے عوام کے قلوب کے پیالے بھرتے تھے۔ یوں ناری قبائل کی شاخ بنودیو کے گھر گھر جانے والے دستوں کو بھگانے میں کامیابیاں حاصل کر رہے تھے کہ اپنوں ہی کی طرف سے پشت پر پتھراؤ کی وجہ سے آہستہ اس دیوانے محافظ کے لشکر میں نئی بھرتی کم پڑنا شروع ہوئی اور یوں قبیلے کی بے شمار بستیاں خالی پا کر بنودیو کا ٹڈی دل پھر ان میں خیمہ زن ہونے لگا۔

اس ابتر صورتحال کو دیکھ کر بہشتی قبیلے کے کچھ حساس نوجوانوں نے محسوس کیا کہ وہ دیوانہ محافظ تو پتھر برسانے والوں کی طرف توجہ کیے بغیر قبیلے کی حفاظت میں استقامت کا مظاہرہ کیے جا رہا ہے۔ لیکن متشددین کے تشدد کی وجہ سے اس کا ساتھ دینے والے کئی سپاہی متذبذب ہو رہے ہیں جو یقیناً محافظ کا نہیں قبیلے کا نقصان ہے۔ تو ان نوجوانوں نے متشددین سے شدید احتجاج کیا۔ اس احتجاج کی بنا پر وہ نوجوان ان متشددین کی جانب سے ظالم، جاہل، زبان دراز اور نااہل وغیرہ خطابات کے اہل اور ان کے حامیوں کے نزدیک گستاخ و واجب القتل قرار پائے......!!!!

کچھ نہ صیاد کا شکوہ، نہ گل چیں کا گلہ اپنے ہاتھوں سے جلایا ہے نشیمن اپنا

لیکن یہ فیصلہ تو قبیلۂ بنو بہشت کی تاریخ کرے گی کہ اپنے قبیلے اور اس کے سرداروں کے اصل خیر خواہ اور وفادار، ان کی عظمتوں کے اصل نگہبان اور ان کے مسلک کے حقیقی و کامیاب پاسبان کون تھے؟؟؟

ایک پیغام

﴿ان کے نام، جو 'کلام' سمجھے بغیر 'بدکلام' بن جاتے ہیں﴾

معنیٔ تحریر سمجھنا بھی سیکھئے

مزاج تیز آپ بدلنا بھی سیکھیے — ابر کرم بن کے برسنا بھی سیکھیے
خار بن کے باغ میں تو بکھر ہی لیا — پھول کی مثال مہکنا بھی سیکھیے
تحریر پہ تغضیب میں ماہر تو ہیں بہت — معنیٔ تحریر لیک سمجھنا بھی سیکھیے
غلطیوں کا رد تو فرمایئے ضرور — پر مدلل بات ماننا بھی سیکھیے
ترغیب توبہ دوسروں کو اچھی چیز ہے — اپنی ضدِ نفس توڑنا بھی سیکھیے
اپنے دکھ پہ رونا دھونا گرچہ ہے بجا — دوسروں کے دکھ پہ تڑپنا بھی سیکھیے
دلوں کو توڑنے کا فن جانتے ہیں خوب — شکستہ دل، جناب! جوڑنا بھی سیکھیے
عطاؔر پر تنقید سے فرصت نکال کر — دل میں ان سا درد پالنا بھی سیکھیے
خیرات لے کے عشق کی عطاؔر سے عائدؔ — بے خودی میں کچھ تو جھومنا بھی سیکھیے

نوٹ...... باوجودیکہ میرے ایک مہینہ خاموش رہنے اور جامعہ نعیمیہ و نظامیہ وغیرہ کے بڑے علما کی موجودگی میں بیٹھ کر مفاہمت کی بات چیت کی پیش کش کرنے کے جواب میں ان کا رویہ علمی واخلاقی بدمعاشی پر ہی منحصر رہا مگر پھر بھی آخری کوشش اور اتمامِ حجت کے طور پر ان کی بعض غلط فہمیوں اور بدگمانیوں کے ازالے پر مشتمل ''مظلوم مبلغ'' کی یہ دوسری قسط چھپنے کیلئے بھیج ہی رہا تھا کہ اسی اثنا میں پتا چلا کہ یہ حضرات 'کھسیانی بلی کھمبا نوچے' کے مصداق تیسرے مہینے بھی اپنی ان خفیف حرکتوں سے باز نہیں آئے۔ خیر، وہ 'فرمودات' مجھ تک پہنچتے ہی ''اِنج تے اِنج ای سئی'' کے مطابق ''مظلوم مبلغ'' کی تیسری قسط ان کے جواب پر مشتمل شائع کروا کر ان کا بھرم بھی کھول دیا جائیگا۔

ع ذرا چین لے میرے گھبرانے والے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(دوسری قسط چھپنے کیلئے بھیج چکا تھا کہ ماہنامہ بنام 'رضائے مصطفیٰ' کا امیر اہلسنّت پر بہتان بھرا مضمون شائع ہو کر 'نظر سوز' ہوا۔ اتفاق سے ٹائٹل کی کسی پیچیدگی کی وجہ سے کتاب کی چھپائی بھی رک گئی تو اسے حکمت پر محمول کرتے ہوئے میں نے ایک کرم فرما کے مشورے پر اس کارد بھی اسی قسط میں شامل کر کے چھپوانے کا فیصلہ کرلیا۔ ذٰلك بما قدمت يداك)

تو لیجئے پڑھئے اور سچ جھوٹ کا فیصلہ کیجئے!

مبلغِ اسلام، امیرِ اہلسنّت علامہ مولانا محمد الیاس صاحب عطّار قادری دامت برکاتہم العالیہ کی شخصیت واقعی کتنی مظلوم ہے۔ ایک تو انہوں نے تنِ تنہا بہت سی مشکلات اور دشواریوں کا سامنا کرتے ہوئے اِحیاءِ سنت و دعوتِ اسلام کا یہ مبارک کام شروع کر کے یہاں تک پہنچایا۔ دوسرا انہیں اس کارِ خیر میں مخالفینِ اسلام و سنیت کی طرف سے طرح طرح کی رکاوٹوں، قسم قسم کی جہالتوں، نت نئی شرارتوں اور ان کی حددرجہ خباثتوں کا سامنا کرنا پڑا حتیٰ کہ اس فریضے کی ادائی میں انہیں اپنی جان تک خطرات پر پیش کرنا پڑ رہی ہے۔ پھر رہی سہی کسر حاسدین یا نادان مصلحین نے پوری کردی اور ان کی شخصیت کی تمام ترخوبیوں، اخلاقی برتریوں، خدمتِ اسلام کی کثیر کاوشوں،، فروغِ سنیت کی بہت سی مخلصانہ عظیم کوششوں اور عفو درگذر کی جمیل اداؤں کو بالکل نظرانداز کر کے انہیں تختۂ مشقِ ستم، نشانۂ طنز وطعن اور ہدفِ تنقید وتہمت و بہتان بنائے ہوئے ہیں۔ ممکن ہے کہ میری باتیں بعض دوستوں کو ناگوار گزریں۔ لیکن ان میں سے جو صاحبِ انصاف ہے اس کیلئے یہ کیفیت اس وقت تک کے لئے ہی ہوگی جب تک وہ معاملے کی سنگینی سے روشناسی اور حقیقتِ حال سے آگاہی نہیں حاصل کرلیتا۔ رہی بغض وعناد کے پالنہاروں کی بات، تو ایسے حضرات کو دیکھا گیا ہے کہ یہ بیچارے عموماً تعصب و بے جا حمایت کا شکار ہو کر ضد اور ہٹ دھرمی پر اتر آتے ہیں۔ پھر لاکھ کوشش کے باوجود بھی یہ حق بات سننے، سمجھنے اور ماننے کے لئے تیار نہیں ہوتے، بلکہ الٹا سامنے والے کو جھٹلانے کیلئے طرح طرح کے ہتھکنڈے استعمال کرنے لگتے ہیں۔ حتیٰ کہ بلا دلیل شرعی حکم لگانے سے بھی نہیں چوکتے اور الزام لگانے اور بہتان باندھنے تک سے بھی باز نہیں آتے۔ یہ الگ بات ہے کہ سو پردے ڈالنے کے باوجود ایسے کم نصیبوں کا بھانڈا بالآخر پھوٹ ہی جاتا ہے اور 'سو دن چور کا تو ایک دن سادھ کا' کے مصداق آخرکار ایسے ہٹ دھرم جو دوسروں کو جھٹلاتے ہیں خود جھوٹے ثابت ہوتے ہیں اور دوسروں کے قول وفعل میں تضاد ثابت کرنے کے دعویداروں کا اپنا دامن ہی اس سے داغدار نکلتا ہے ؎

جو لوگ دوسروں کی پگڑی اتارتے ہیں　　　ہوتے ہیں خود ہی رسوا وہ اس جہان میں

آج (صفر المظفر ۱۴۲۸ھ) سے تقریباً تین سال قبل کی بات ہے کہ اسی قسم کے ایک شخص سعید حسن انجینئر جو ہند کے مبارک شہر بریلی شریف ہی کا باشندہ تھا اس نے بانیٔ دعوتِ اسلامی، امیر اہلسنّت علامہ مولانا محمد الیاس قادری صاحب مدظلہ العالی کی عالم اسلام میں بڑھتی ہوئی مقبولیت سے خار کھاتے ہوئے ان سے اور ان کی بنائی تحریک 'دعوت اسلامی' سے لوگوں کو بدظن کر کے اور علماء ومشائخ کو ان پر برافروختہ کر کے ان کے فروغِ سنت کے پروگرام میں رکاوٹ کھڑی کرنے کیلئے انتہائی شقاوت سے کام لیا اور یہ شرارت کی کہ امیر اہلسنّت مدظلہ پر جھوٹے الزام واتہام شروع کر دیئے اور اس کی ایک کوشش کے تحت امیر اہلسنّت مدظلہ العالی اور 'دعوتِ اسلامی' کے خلاف ایک پمفلٹ شائع کیا جس میں اس نے امیر اہلسنّت کی طرف ایک ایسا جھوٹا مکتوب منسوب کر کے چھاپا جس میں علماء ومشائخ کی توہین کا پہلو تھا جو کفر کی جانب جاتا تھا۔ معاملہ مرکزی دار الافتاء بریلی شریف میں پیش ہوا اور صفر المظفر ۱۴۲۵ھ، 2004ء میں فیصلہ ہوا۔ اس کا نتیجہ کیا نکلا اسے جاننے سے پہلے.....آیئے! میں آپ کو وقت وافراد اور اقوال وافعال کی ایک ایسی حیرت انگیز اور افسوس ناک مناسبت بیان کرتا ہوں جسے پڑھ کر آپ دنگ کے دنگ رہ جائیں گے۔ وہ یہ کہ ٹھیک تین سال بعد اسی ماہِ صفر المظفر کے مہینے میں اسی قسم کے بعض افراد نے اسی طرح کے حالات پھر پیدا کرنا چاہے۔ وہ بیہودہ مہم پھر چلا ڈالی اور امیر اہلسنّت دامت برکاتہم العالیہ اور دعوت اسلامی ہی کے خلاف وہی جھوٹا مکتوب، اسی طرح (as it is) اسی جھوٹے مضمون پر مشتمل پھر چھاپ مارا اور بے دلیل شرعی امیر اہلسنّت دام ظلہ پر اتنا بڑا اور ایسا برا بہتان باندھ ڈالا۔ ان کا گمان ہوگا کہ شاید یہ معاملہ ہند تک ہی محدود رہا ہوگا اور یہاں پاکستانی عوام کو پتا بھی نہیں چلا ہوگا تو چلو جیسے تیسے ہو اب مولانا الیاس قادری صاحب کو خوب ڈی گریڈ کرنے کی کوشش کرلو۔ انہیں برا بھلا کہنے میں اب تک بے دلیل سر دے کے دکھ لیا چلو کوئی دلیل تو لائیں چاہے جھوٹی ہی سہی۔ اگر بھید کھلا بھی تو 'چوری اور سینہ زوری' کے محاورے سے بڑھ کر کوئی کیا کہہ لے گا لوگ تھوڑا بہت بول کر چپ ہو لیں گے اور ہمارے چاہنے والوں اور حمایت کرنے والوں کی چاہت وحمایت سلامت رہے (کہ انہوں نے تو فرض کر رکھا ہے کہ ہم جھوٹ بولتے ہیں نہ بغیر تحقیق بات کرتے ہیں اور اب یہ خلافِ مفروض مانیں گے تو عقیدت بھرا مدعا ڈھیر ہو جائیگا لہٰذا) یہ تو یونہی آنکھیں بند کیے ہمیں چاہتے اور حمایت کی چلمیں بھرتے ہی رہیں گے اور ہم ان کی حمایت کے بل بوتے پر اپنا سنی علما کو نشانہ بنانے والا وطیرہ اسی آن بان سے قائم رکھیں گے۔ مگر

تسکین ہو سکی نہ دلِ نا شکیب کی ہم سب پہ کھل چکیں تری باتیں فریب کی

تو لیجئے پہلے اس بیباک انجینئر کی ناپاک حرکت کے عبرتناک انجام کی تاریخ وتفصیل معلوم کیجئے **دعوتِ اسلامی اور امیر دعوتِ اسلامی، علماءِ پاک وہند کی نظر میں** نامی کتاب میں، جو ہند کے ایک جید عالم ومفتی مولانا خوشنود عالم احسانی صاحب دام ظلہ نے دعوتِ اسلامی کے بارے میں تعصب وتنفر کا شکار ان لوگوں کی تکذیب پر مشتمل فتاوی وتاثراتِ علما کے ایک مجموعے کی شکل میں ترتیب دی ہے۔ یہ مختصر مگر جامع کتاب انہوں نے اِن اپنی عاقبت کے دشمنوں کی حقیقت واضح کرنے اور دعوت اسلامی وامیر اہلسنّت دامت برکاتہم کی شخصیت کی برائت ظاہر کرنے کے لیے لکھی اور ہند کے شہر الہ آباد سے چھپوائی۔ جو مجھے ہند کے ایک مکتبے والے دوست سے بذریعہ میل ہاتھ آئی اور اب ہم اسی انجینئر کی ذہنیت کی پیداوار کے خوشہ چینوں کی حقیقت سامنے لانے کیلئے، موجودہ صورتحال کے پیشِ نظر مناسب تبدیلیوں اور ایک دوجگہوں پر (مفہوم کی حفاظت کے ساتھ) جملوں کے اختصار کے ساتھ، آپ کی بارگاہ میں پیش کررہے ہیں تاکہ اس کے مطالعے کے بعد غلط فہمیوں کا دھواں چھٹ جائے، مطلع صاف ہوکر حق کا سورج واضح ہوجائے اور کوئی بینا ایسا نہ رہے جو صبحِ صادق میں حق وباطل کی پہچان نہ کرلے اور یہ جان نہ لے کہ قول وفعل میں تضاد کسے کہتے ہیں اور یہ کس طرف پایا جارہا ہے۔ نیز اس سے لوگوں کو عبرت ہو کہ ایک اللہ کے ولی کو ستانے والوں کا انجام رسوائی ہوتا ہے۔ لیجئے اب ملاحظہ کیجئے......

مولانا خوشنود عالم احسانی صاحب دام ظلہ کی تالیف......دعوتِ اسلامی اور امیر دعوتِ اسلامی، علماءِ پاک وہند کی نظر میں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدلولیہ والصلوۃ والسلام علی نبیہ علی الہ وصحبہ

بڑی مسعود ساعت تھی وہ بڑا ہی مبارک لمحہ تھا جب 'دعوتِ اسلامی' نامی ایک تنظیم معرض وجود میں آئی۔ 'دعوتِ اسلامی' کیا ہے؟ یہ بتانے کی حاجت نہیں۔ بس مختصراً اتنا کہا جاسکتا ہے کہ اس مبارک تحریک کے ذریعے اللہ عزوجل نے اپنے دردمند بندوں کی دعاؤں کو شرف قبولیت عطا فرمایا تھا۔ ورنہ وہ وقت بھی ہماری آنکھوں نے دیکھا ہے کہ جب ہمارے اپنے ہی ہمارے دیکھتے ہی دیکھتے گستاخانِ رسول کی فہرست میں شامل ہوتے چلے جارہے تھے۔ گمراہی کی وبا اس قدر تیزی سے پھیل رہی تھی کہ اہلسنّت یہ سوچنے پر مجبور ہوگئے تھے کہ اس بیماری کا کوئی علاج ہے بھی یا نہیں۔ ظاہری اور جھوٹی عبادات کا جھانسہ دے کر بدمذہب لوگ بڑی ہی آسانی کے ساتھ اہلسنّت کو کمزور کیے جارہے تھے اور بدمذہبوں بدعقیدوں کا زور بڑھاتے جارہے تھے۔ نہ جانے کتنے تڑپتے دلوں نے کتنی ہی راتیں گریہ وزاری کرتے ہوئے ربّ عزوجل کی بارگاہ میں دعائیں کرتے ہوئے گذاری ہوں گی، نہ جانے کتنی پیشانیوں نے سجدوں میں جھک کر التجائیں کی ہوں گی اور نہ جانے کتنے اللہ والوں کی اعانتوں کا ثمر ہوگا کہ ربّ عزوجل نے اپنے بندوں پر کرم فرمایا اور ہمارے ایمان کے حفاظت کیلئے 'دعوتِ اسلامی' کا تحفہ ہمیں عطا فرمایا۔

'دعوتِ اسلامی' کے ذریعے دیکھتے ہی دیکھتے چند ہی سالوں میں چمن اہلسنّت سے لُوٹی گئی ہریالی دوبارہ لَوٹ آئی۔ جنھوں نے کبھی صرف نام کی حد تک ہی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کو جانا تھا اب وہ خود مسلکِ اعلیٰ حضرت کی ترویج واشاعت میں سرگرم نظر آنے لگے۔ ہماری مسجدیں نمازیوں سے آباد ہونے لگیں۔ ہمارے نوجوان جو کہ فیشن کے دلدادہ تھے اب وہ سنتوں کے آئینہ دار دکھائی دینے لگے۔ ہماری بہنیں جو بے پردگی اور فیشن پرستی کا شکار تھیں اب سیرتِ فاطمی پر عمل پیرا ہونے میں مصروف نظر آنے لگیں۔ جنھیں قرآن پاک کی تلاوت کرنے سے بھی شغف نہ تھا اب وہ باقاعدگی سے علم دین کی تحصیل میں مگن ہوگئے۔ جو مسجدیں ہم سے چھین لی گئی تھیں اور جہاں سے صلوٰۃ وسلام کی صدائیں بند ہوگئی تھیں، ان مسجدوں میں کئی ایک پر دوبارہ علم مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لہراتے ہوئے دکھائی دینے لگے۔ تھوڑے ہی عرصہ میں 'دعوتِ اسلامی' نے ایک عالمی تحریک کی شکل اختیار کرلی اور آج تقریباً پچاس سے ساٹھ ملکوں میں 'دعوتِ اسلامی' کا کام بحسن وخوبی چل رہا ہے۔

ازل سے یہی ہوتا آیا ہے کہ اچھائی کے چاہنے والوں کے ساتھ بھلائی کی راہ میں رکاوٹیں پیدا کرنے والوں کو بھی کمی نہیں رہی ہے۔ یہی 'دعوتِ اسلامی' کے ساتھ بھی ہوا۔ اس پر بھی کچھ اپنوں نے ہی تنقیدیں شروع کردیں۔ کبھی کچھ، کتابوں، بیانوں، نجی محفلوں کے ذریعے 'دعوتِ اسلامی' روکنے کی کوششیں کی گئیں۔ لیکن......

ع جس کا حامی ہو خدا اس کو مٹا سکتا ہے کون

کے مصداق نہ تو 'دعوتِ اسلامی' کا کام ہی رکا اور نہ ہی اس میں کوئی کمی آئی بلکہ 'دعوتِ اسلامی' دن دونی اور رات چوگنی ترقی کرتی ہی جارہی ہے اور ان شاءَ اللہ عزوجل کرتی ہی رہے گی۔

پچھلے دنوں بھی اس طرح کی ایک مذموم حرکت کی گئی اور 'انجمن تحفظِ ایمان' نامی تنظیم کے سکریٹری جناب انجینئر سعید حسن صاحب نے ایک کتابچہ 'دعوتِ اسلامی کے قدم وہابیت کی جانب کیوں؟' (اور اب ماہنامہ 'رضائے مصطفیٰ' نے 'امیرِ دعوتِ اسلامی کے قول فعل کا تضاد' کے عنوان سے مضمون) شائع کرکے عام کیا۔ اس کتاب (اور ماہنامہ 'رضائے مصطفیٰ') میں بھی ہمیشہ کی طرح وہی پچھلے اعتراضات دوہرائے گئے، (دعوتِ اسلامی اور خود امیرِ اہلسنّت پر بیہودہ الزامات لگائے گئے) بلکہ یہ الزام بھی لگایا گیا کہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ اور مسلکِ اعلیٰ حضرت کے باغی ہیں (صد ہزار بار معاذ اللہ)۔

نہ تو 'دعوتِ اسلامی' کا یہ طریقہ ہے اور نہ ہی 'دعوتِ اسلامی' کو اس بات کی حاجت کہ وہ کسی انجینئر کے لگائے گئے بے بنیاد الزامات کی صفائی پیش کرنے میں اپنا قیمتی وقت ضائع کرے۔ لیکن چونکہ انجینئر صاحب نے کتابچہ (اور ماہنامہ 'رضائے مصطفیٰ' والوں نے مضامین) کو کچھ اس انداز میں ترتیب دے کر عام کیا ہے کہ اسے دیکھ کر ہمارے بھولے بھالے سنّی بھائیوں کا 'دعوتِ اسلامی' کی طرف بدگمان ہونا فطری امر ہے۔ بس اپنے ان ہی بھائیوں کی خدمت میں چند گذارشات نذر کرنے کی غرض سے

ان صفحات کو ترتیب دیا گیا ہے۔قارئین کرام سے عاجزانہ التجا ہے کہ غیر جانبداری کے ساتھ اس تحریر کا مطالعہ فرمائیں اور آپ خود ہی فیصلہ کریں کہ جو تنظیم بد مذہبی کی توڑ کی غرض سے ہی وجود میں لائی گئی ہو اسی تنظیم کو اس سے چشم پوشی کرنے والی قرار دینا اور خود امیر اہلسنّت مولانا محمد الیاس عطار قادری دامت برکاتہ العالی کو مسلکِ اعلیٰ حضرت کے خلاف ثابت کرنے کی مذموم کوشش کرنا یہ کس حد تک درست ہے اور ایسا کرنے سے سنیت کا کون سا فائدہ ہوا ہے یا ہوگا؟ فیصلہ آپ کو کرنا ہے۔

جناب انجینئر صاحب نے امیرِ اہلسنّت مولانا الیاس عطار قادری دامت برکاتہ العالی کے نام سے ایک جعلی تحریر مرکزی دار الافتاء بھیج کر حضور مفتی محمد مظفر حسین صاحب قبلہ سے فرضی نام لے کر فتویٰ حاصل کیا اور اسی فتوے کو اپنے کتابچہ میں شامل کیا ہے۔ (اور اب اسی حرکت کو دہراتے ہوئے ماہنامہ 'رضائے مصطفیٰ' والوں نے وہ جعلی مکتوب چھاپ کر امیرِ اہلسنّت پر قول و فعل کا تضاد ثابت کرنے کی جھوٹی ضد کی پینگ میں اسے اس کی خفیہ دستاویز جتانے کی ناکام سازش کی ہے اور قریب ہے کہ الصدق ینجی والکذب یہلك کا نتیجہ پاتے ہیں۔)

امیرِ اہلسنّت دامت برکاتہم العالیہ نے (صفر المظفر ۱۴۲۵ھ،۲۰۰۴ء میں) اسی مرکزی دار الافتاء بریلی شریف میں جناب حضرت علامہ مولانا مفتی قاضی عبد الرحیم بستوی صاحب قبلہ دامت برکاتہم العالیہ کی خدمت میں حلفیہ تحریری بیان دیا کہ مذکورہ تحریر ان کی نہیں ہے۔ اس کے بعد قاضی صاحب قبلہ نے جو فتویٰ دیا ہے آیئے آپ بھی ان تمام شواہدات کا مشاہدہ فرمالیجئے اور حق و باطل کو پہچاننے کی کوشش کیجئے۔ (اور اندازہ لگائیے کہ تضاد کس کے قول و فعل بلکہ نام اور کام میں ثابت ہو رہا ہے۔)

امیر اہلسنت دامت برکاتہم کا قسمیہ تحریری بیان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ سگِ مدینہ محمد الیاس عطارؔ قادری رضوی عفی عنہ کی جانب سے حضرت علامہ مولینا مفتی قاضی عبدالرحیم قادری رضوی اطال اللہ عمرہٗ کی خدمتِ بابرکت میں، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ،

انجمن تحفظِ ایمان (بریلی شریف) سے جاری کردہ ایک رسالہ 'دعوتِ اسلامی' کے قدم وہابیت کی جانب کیوں؟' میں مجھے متّہم کرتے ہوئے ایک استفتاء اور اُس کا فتویٰ اور میری طرف منسوب ایک جعلی مکتوب کی ZEROX (فوٹو کاپی) چھاپی گئی ہے۔ جس میں معاذ اللہ عزوجل مجھے علمائے اہلسنّت کا گستاخ ظاہر کیا گیا ہے۔ واللہ، باللہ، تاللہ، وہ مکتوب جعلی ہے۔ خدا کی قسم! میں نے کبھی ایسا نہیں لکھا کہ 'علماء مقدس پتھر ہیں ان کے ہاتھ چومو اور آگے بڑھ جاؤ، علماء نے دین کا کام کیا ہے نہ کرنے دیں گے، اپنے مرکز خانقاہوں سے دور بناؤ ورنہ خانقاہوں سے لوگ بیعت ہوتے رہیں گے، خانقاہوں سے بیعت ہونے والے لوگ دین کے کام میں دلچسپی نہیں رکھتے ہیں۔'

استفتاء میں فرضی شخص کے حوالے سے پیش کردہ کلمات پر، مرکزی دار الافتاء بریلی شریف سے جاری ہونے والا فتویٰ حق ہے۔ مگر اسی فتوے کی ZEROX کے نیچے ایک عبارت لکھ کر حکمِ شرعی کو میرے نام کی طرف منعطف کر دیا گیا ہے۔ الحمد للہ عزوجل میں مسلمان ہوں حضور قاضی ہیں، آپ سے فریاد ہے، مستفتی اور رسالہ چھاپنے والے کو طلب فرما کر ثبوتِ شرعی طلب فرمائیے اگر وہ حضور کو مطمئن کر دیتے ہیں تو میرے بارے میں جو بھی حکمِ شرعی ہو وہ ارشاد فرما دیجئے۔ بصورتِ دیگر اُن پر جو حکمِ شرعی لاگو پڑتا ہو اُس کی مجھے بھی تحریر عنایت فرما دیجئے۔ کیوں کہ مذکورہ رسالہ کی اشاعت سے میری سخت تذلیل اور مجھ سمیت دعوتِ اسلامی کا کام کرنے والے ہزارہا مسلمانوں کی دل آزاری ہوئی ہے۔ اُنہوں نے چونکہ تحریر چھاپ کر دل آزاری کی ہے لہٰذا ان کو حکم دیا جائے کہ تحریر چھاپ کر ہی ہمارے غمگین دلوں پر مرہم رکھیں اور آئندہ جب کبھی میری کسی بات پر انہیں اعتراض وارد ہو تو مہربانی کر کے دعوتِ اسلامی (بریلی شریف) کے ذِمّہ دار اسلامی بھائیوں کے ذریعے فون پر مجھ سے جواب طلبی کریں اور جب تک میرا یا دعوتِ اسلامی کا رد کرنا اُن پر شرعاً واجب نہ ہو جائے اُس وقت تک کوئی بات نہ چھاپیں۔ یہ سب ایک ٹوٹے ہوئے دل کی التجائیں ہیں، میں امید کرتا ہوں آپ مجھے بے سہارا نہیں چھوڑیں گے۔

یوں تو سب اُنہیں کا ہے پر دل کی اگر پوچھو
یہ ٹوٹے ہوئے دل ہی خاص اُن کی کمائی ہے

(حدائقِ بخشش شریف)

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی اِحْسَانِهٖ میں صحیح العقیدہ سنّی قادری رضوی ہوں، حضور سیّدی قطبِ مدینہ کا مرید ہوں، اُن کے شہزادے حضرت مولٰینا فضل الرحمٰن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا خلیفۂ مجاز ہوں، حضور سیّدی اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ میرے آئیڈیل ہیں، حسام الحرمین اور تمہید الایمان شریف پر میری تصدیق موجود ہے جو برسوں سے مکتبۃ المدینہ پر ہدیۃً ملتی ہے۔

جن دیابنہ کی میرے آقا اعلیٰ حضرت نے تکفیر کی ہے اُن کو کافر سمجھتا ہوں، مَنْ شَكَّ فِیْ كُفْرِهٖ وَعَذَابِهٖ فَقَدْ كَفَرَ پر یقین رکھتا ہوں۔ نبیرۂ اعلیٰ حضرت، جانشینِ حضور مفتی اعظم ہند حضرت علامہ اختر رضا خان المعروف ازہری میاں نے دو تین سال قبل دبئی میں مجھ سے ارشاد فرمایا تھا، میں نے قمر میاں سے کہا کہ الیاس قادری سنّی ہے، میں رات کے اندھیرے میں بھی اس کو سنّی کہوں گا۔ الحمدللہ عزوجل جبکہ میں سنی ہوں اور دعوتِ اسلامی مسلکِ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت کر رہی ہے تو مجھے اور ہر دعوتِ اسلامی والے کو شفقت کی بھیک اپنے اکابرین سے ملنی چاہیے۔ آہ!

ٹھکرائے کوئی دَر کارے کوئی دیوانہ سمجھ کر مارے کوئی
سلطانِ مدینہ لیجے خبر ہوں آپ کے خدمتگاروں میں

میری مدنی التجاء ہے کہ اگر کسی سنی کو دعوتِ اسلامی سے کوئی جزوی اختلاف ہے تو اُس کو افہام و تفہیم کے ذریعے دور کرنے کی سعی کی جائے۔ جب تک شرعاً واجب نہ ہو جائے اُس وقت تک نہ عوام میں بیان کیا جائے نہ ہی کوئی خلاف تحریر دی جائے۔ آہ!

سنّیت سے کھٹکے سب کے آنکھ میں پھول ہو کر بن گئے کیا خار ہم

(حدائق بخشش شریف)

دربارِ اعلیٰ حضرت، حضور مفتی اعظم ہند اور خاندانِ رضویہ کے اہلِ قبور کی خدمات میں مجھ بے کس کا سلامِ شوق عرض کیجئے گا۔ دعائے مغفرت کا بھکاری ہوں۔

حضرت قبلہ ازہری میاں اور تمام اہلسنّت اور احباب اہلسنّت کی خدمات میں سلام و عرض دعائے مغفرت۔

آپ بھی مجھ گنہگار کیلئے دعائے مغفرت فرماتے رہیں تو احسان عظیم ہوگا۔

دستخطِ امیرِ اہلسنّت

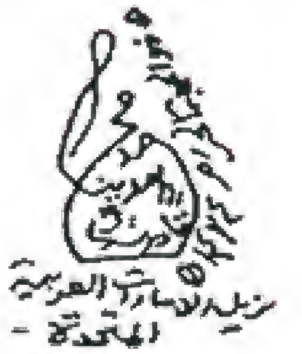

﴿ اب ملاحظہ فرمایئے اس جھوٹے اور جعلی مکتوب کے بارے میں مفتیانِ عظام وعلما کرام کے فرامین ﴾

جانشین حضور مفتیٔ اعظم ہند، حضرت علامہ مولانا

مفتی اختر رضاخان دامت برکاتہم العالیہ کے مرکزی دارالقضاۃ کے

قاضی عبدالرحیم صاحب قبلہ مدظلہ

(جن کے سیکڑوں فتاویٰ پر حضور مفتی اعظم ہند کی تصدیقات موجود ہیں) کا شرعی فیصلہ

الجواب ۱۵۲...... کل بتاریخ ۷/ صفرالمظفر ۱۴۲۵ھ بروز دوشنبہ مبارکہ انجینئر سعید حسن صاحب 'دارالافتاء' میں حاضر ہوئے ان سے 'مرکزی دارالافتاء' میں جو سوال نمبر ۱۵۸۸ آیا تھا جس کا جواب نمبر ۶۲۳/۸ مفتی محمد مظفر حسین صاحب نے دیا ہے جسے انجینئر موصوف اپنے کتابچہ 'دعوتِ اسلامی کے قدم وہابیت کی جانب کیوں؟' ناشر 'انجمن تحفظ ایمان' ہے اس فتوی کے نیچے انجینئر موصوف نے نوٹ لگایا ہے، 'محمد میاں صاحب کی مندرجہ تحریر کیوں کہ محمد الیاس قادری بانیٔ دعوتِ اسلامی کی تحریر بقلم خود ہے اس لئے یہ شرعی حکم ان پر عائد ہوتا ہے۔' انجینئر موصوف سے اس کے بارے میں پوچھا گیا کہ آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ یہ تحریر محمد الیاس قادری صاحب کی ہے؟ تو انہوں نے بتایا کہ 'میرے پاس تین خطوط آئے تھے۔ ایک گجرات سے، دوسرا کانپور سے، تیسرا بریلی سے۔ گجرات کا خط گمنام تھا اور کانپور پر بھیجنے والے کا نام تھا مگر میں نے وہ پھاڑ کر پھینک دیا تیسرا بریلی والا واسطہ در واسطہ ملا تھا۔ میں نے اس کی بنا پر مولینا محمد الیاس قادری کی جانب سوال کی عبارت کو منسوب کیا۔' یہ بیان 'دارالافتاء' میں مفتیان کرام کے سامنے دیا اور کوئی ثبوت شرعی پیش نہ کر سکے اور مجادلانہ (جھگڑے والا) طریقہ اختیار کیا۔ میں نے کہا آپ تحریر کا ثبوت شرعی پیش کریں۔ انہوں نے کہا کہ میں علماء سے مشورہ کر کے پندرہ دن کے بعد جواب دوں گا۔ اس بیان سے ثابت ہوا کہ انجینئر موصوف کے پاس کوئی شرعی ثبوت نہیں ہے۔ مولینا مفتی مظفر حسین صاحب نے فرمایا، بلا ثبوت شرعی کسی مسلمان کی جانب کسی گناہ کبیرہ کی نسبت کرنا ناجائز ہے۔' شرح فقہ اکبر میں احیاء العلوم سے ہے۔

لا یجوز نسبة مسلم الی کبیرة من غیر تحقیق

کسی مسلمان کی طرف بلا تحقیق کسی کبیرہ گناہ کی نسبت جائز نہیں۔

گمنام خط حجتِ شرعی نہیں ہوسکتا ہے۔ لہٰذا صورت مسؤلہ میں حکم یہ ہے کہ انجینئر موصوف نے اس جعلی تحریر کی نسبت کر کے خطا کی۔ ان پر اس سے توبہ و رجوع لازم ہے اور مولینا الیاس قادری صاحب کو جو ایذا پہنچائی ان کی بدنامی ہوئی۔ بحکمِ حدیث من أذی مسلماً فقد اذانی ومن اذانی فقد اذی اللّٰہ 'جس نے مسلمان کو ایذا دی اس نے مجھے ایذا دی اور جس نے مجھے ایذا دی اس نے اللہ تعالیٰ کو ایذا دی'۔ اور حدیث میں ہے ملعون من ضار مومنا اومکربہ وہ شخص ملعون ہے جو کسی مسلمان کو نقصان پہنچائے یا اس کے ساتھ مکر کرے۔

انجینئر موصوف کا دیدہ و دانستہ مذکورہ کتابچہ کو شائع کر کے ایک سنی صحیح العقیدہ مسلمان کے بارے میں معاذ اللہ گمراہ اور کھلا منافق اور حکم کفر ہونے کا تأثر دینا خود اپنے کو کفر کی طرف لے جانا ہے۔ لہٰذا اس سے توبہ و تجدید ایمان بھی کرنا چاہیے اور بیوی رکھتے ہوں تو تجدید نکاح بھی کریں اور مولینا محمد الیاس قادری سے معذرت خواہ ہوں اور چونکہ انہوں نے اس فتوی کو کتابچہ میں چھاپا تو بحکم توبة السر بالسر و توبة العلانية بالعلانية 'علانیہ گناہ کی توبہ علانیہ اور خفیہ کی خفیہ ہے'...... تحریر چھاپ کر اپنی غلطی کا اعتراف کرتے ہوئے بتائیں اور اس کتابچہ سے وہ فتویٰ نکال دیں اور اس کی تشہیر سے بواسطہ و بلاواسطہ احتراز کرنا لازم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

دستخط مع مہر

قاضی محمد عبدالرحیم بستوی غفرلہ

کتبہ قاضی محمد عبدالرحیم بستوی غفرلہ
مرکزی دارالافتاء ۸۲ سوداگران [illegible]
۸ صفر المظفر ۱۴۲۵ھ

مفتیان اہلسنت کے اس مبارک فتوی پر تصدیقات و تأثرات

﴿ اس فتوے اور تصدیقاتِ علماء کے عکوس آخری صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں ﴾

حضرت مولانا مفتی محمد مظفر حسین قادری رضوی صاحب قبلہ......دستخط

حضرت مولانا محمد ناظم علی قادری بارہ بنکوی صاحب قبلہ......دستخط مع مہر

حضرت مولانا مفتی یونس رضا اویسی رضوی......دستخط

حضرت مولانا محمد سبحان رضا خان عرف سبحانی میاں صاحب قبلہ مدظلہ العالی،

(صاحب سجادہ خانقاہ عالیہ رضویہ، بریلی شریف)......دستخط

حضرت علامہ مولانا مفتی محمد اشرف رضا صاحب قبلہ قاضی ادارہ شرعیہ مہاراشٹر،

الجواب صحیح وصواب والمجیب نجیح ومثاب والمنکر قبیح وخاب مذکورہ کتابچہ پر حکم شرع کی اطلاع کے باوجود جو اس کو چھاپے یا تقسیم کرے اس پر بھی یہی حکم ہے۔ واللہ سبحانہ وتعالی اعلم وعلمہ اتم......دستخط مع مہر

حضرت مولانا مفتی نعیم اختر صاحب قبلہ مفتی دارالعلوم محمدیہ بمبئی کی تحریر وتصدیق،

استفتاء اور اس کا جواب دونوں ضروری تھا۔ بحمدہ تبارک وتعالی سائل (امیر اہلسنت مدظلہ) نے سوال کر کے وقت کے سلگتے ہوئے انتشار کو شریعت کے دائرہ میں بصورت سوال پیش کیا اور احسن طریقہ پر قاضی عبدالرحیم صاحب قبلہ نے ہندوستان کے مرکزی دارالافتاء میں رہتے ہوئے بحیثیت ایک مفتی کے جو جواب دیا ہے وہ حق ہے۔ لہٰذا یہ جواب دیکھتے ہوئے ناظرین ومومنین یعنی ملت اسلامیہ کے ہر فرد کو اس عنوان سے متعلق وہی بولنا سمجھنا اور سائل کے سوال پر اظہار کرنا چاہئے جیسا کہ مفتی موصوف نے اپنے فتوی میں تحریر فرمایا ہے۔ دعا ہے کہ مولی تعالی اتفاق بین المسلمین کی توفیق عطا فرمائے اور دعوتِ اسلامی کو خصوصی طور پر اور عامۃ المسلمین کو عمومی طور پر اعلی حضرت عظیم البرکت سیّدی شاہ امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز کے مشن کو عام سے عام تر کرنے کی توفیق عطا فرمائے نیز اتحاد اور تفاق کی ہم سب کو باہمی توفیق سے بہرہ ور فرمائے۔ آمین بجاہ سیّد المرسلین صلی اللہ تعالی علیہ وسلم......دستخط مع مہر

نواسہ صدرالشریعہ حضور مفتی محمود اختر صاحب قبلہ...... دستخط مع مہر

حضرت مولانا سراج القادری برکاتی بہرائچی صاحب قبلہ......دستخط مع مہر

مفتی مرکز تربیت افتاء حضرت مولانا مفتی ابرار احمد صاحب، (شہزادہ وخلیفہ فقیہ ملت)......دستخط مع مہر

حضرت مولانا مفتی اختر حسین رضوی صاحب، (مفتی دارالعلوم علیمیہ جمداشاہی، بستی)......دستخط

حضرت مولانا انوار احمد صاحب، (جانشین فقیہِ ملت)......دستخط

جانشین فقیہ اعظم ہند حضرت مولانا محمد حمید الحق برکاتی صاحب قبلہ......دستخط

حضرت مولانا نعمان اعظمی ازہری صاحب......دستخط

حضرت مولانا مفتی شفیق احمد شریفی الہ آباد......دستخط مع مہر

حضرت مولانا مفتی خوشنود عالم صاحب احسانی الہ آباد......دستخط

حضرت مولانا مفتی بدرالدین احمد قادری صاحب قبلہ

مفتیٔ دارالعلوم امام احمد رضا کونڈیورے کے تاثرات

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی حبیبہ الکریم امابعد!

اسلام ایک پاکیزہ مذہب ہے جس میں ہر مسلمان کیلئے داعیانہ کردار ادا کرنے کا حکم دیا گیا ہے تبلیغ وارشاد بقدر استطاعت ہر مسلمان پر ضروری ہے۔ اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے......

ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر و یأمرون بالمعروف وینھون عن المنکر اولٰئك ھم المفلحون

ترجمہ: اورتم میں ایک گروہ ایسا ہونا چاہئے کہ بھلائی کی طرف بلائیں اوراچھی بات کا حکم دیں اور بری سے منع کریں اور یہ لوگ مراد کو پہونچے۔ (کنزالایمان ۴/۱۰۴)

تبلیغ وارشاد کا کام انجام دینے کیلئے پاکیزہ طبیعت ،سنجیدہ مزاج ،عمدہ اخلاق ،تقوی وطہارت، انکساری وخاکساری کی اشد ضرورت ہے۔ بلاشبہ کتاب وسنت کی عالمگیر تحریک کے بانی، حامیٔ سنت، عاشقِ امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہٗ حضرت علامہ مولینا محمد الیاس قادری رضوی مذکورہ صفات کے حامل ہیں۔ آپ حسنِ اخلاق کے پیکر، علماء اہلسنّت کے قدرداں ہیں جو بھی آپ سے ایک بار ملا آپ کا ہوکر رہ گیا۔ آپ نے امر بالمعروف، نہی عن المنکر کا فریضہ انجام دینے کیلئے ایک عالمگیر تحریک بنام 'دعوتِ اسلامی' کی بنیاد ڈالی۔ دیکھتے ہی دیکھتے مسلکِ اعلیٰ حضرت کے پاسبانوں کی ایک فوج تیار ہوگئی۔ کتنے غیر مسلموں نے مذہب اسلام قبول کیا، کتنے بدمذھبوں نے ہدایت کی شمع پائی، جواریوں اور شرابیوں نے افعال قبیحہ سے توبہ کی اور سچے پکے نمازی بن گئے۔ جو حضرات بدمذہبوں کے میٹھے زہر سے واقف ہیں ان سے پوچھئے کہ تحریک دعوتِ اسلامی کی کتنی اشد ضرورت ہے۔ مگر وہ لوگ جن کے دلوں میں کجی ہے ذاتی منفعت کی وجہ سے اس کی مخالفت کرتے ہیں۔ انہیں اپنے عشرت کدوں کی فکر ہے مذہب وملت کی نہیں۔ لہٰذا مسلمانوں کو ان کی باتوں پر کان نہیں لگانا چاہیے۔ اس تحریک کے بانی اور تحریک پر اللہ تعالی کی رحمت ہے یہ جماعت اللہ ولوں کی جماعت ہے۔ ترمذی شریف کی حدیث میں ہے کہ رسول پاک صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا، "اللہ تعالی میری امت کو گمراہی پر جمع نہیں کرے گا اور اللہ تعالی کا دست رحمت جماعت پر ہے اور جو جماعت سے جدا ہوا دوزخ میں گیا۔" (خزائن العرفان)

کچھ دنوں پہلے ایک کتابچہ بنام 'دعوتِ اسلامی کے قدم وہابیت کی جانب کیوں؟' (اور اب ماہنامہ 'رضائے مصطفیٰ') شائع ہوا یہ کتابچہ (اور ماہنامہ) کیا تھا کذب و بہتان تراشی کا پلندہ، جس میں امیر اہلسنّت اور تحریک دعوتِ اسلامی کو بدنام کرنے کی ناپاک کوشش کی گئی جس کا حقیقت سے کوئی واسطہ نہیں۔ حضرت علامہ مولانا مفتی عبدالرحیم صاحب قبلہ بستوی مدظلہ العالی کی تحریر پڑھنے سے حقیقت روزِ روشن کی طرح واضح ہوجاتی ہے۔

امیر اہلسنّت ایک باعمل، علم دین تقویٰ و طہارت کے پیکر، علماء اہلسنّت کی قدر و عزت کرنے والے ہیں جو علمائے کرام کی دست بوسی بلکہ قدم بوسی کو اپنے لئے فخر سمجھتے ہیں اور دعوتِ اسلامی سنتوں کو زندہ کرنے والی بدعتوں کا قلع قمع کرنے والی تحریک ہے اور اس کے مبلغین سنتوں کے پیکر علماء اہلسنّت کی عزت کرنے والے اور امر بالمعروف نہی المنکر کا فریضہ انجام دینے والے ہیں جو بہترین جہاد ہے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نیکیوں کا حکم کرنا بدیوں سے روکنا بہترین جہاد ہے۔ (خزائن العرفان)

دعاء ہے اللہ عزوجل امیر اہلسنّت کو نظر بد اور حاسدوں کے حسد سے محفوظ رکھے اور اس تحریک کو پوری دنیا میں عام کرے...... دستخط

صاحبِ تصانیف کثیرہ و مترجم تفسیر روح البیان، شارح 'حدائق بخشش'

حضور فیض احمد اویسی صاحب قبلہ دام ظلہ کی تحریر

ہند سے شائع شدہ کتابچہ 'دعوتِ اسلامی کے قدم وہابیت کی جانب کیوں؟' کسی نے مجھے دکھایا، امیرِ اہلسنّت حضرت علامہ مولیٰنا محمد الیاس عطار قادری رضوی دامت برکاتہم العالیہ کی سنیت کے متعلق جھوٹے الزامات پڑھ کر میں حیران و ششدر رہ گیا، دعوتِ اسلامی کے طریقہ کار پر کسی کو جزوی تو اختلاف ہوسکتا ہے مگر اس الیاس قادری کی سنیت پر شک کرنا جس نے بے شمار بے دینوں، بدمذہبوں اور قادیانیوں کو بعونہٖ تعالیٰ مسلمان و سنی بنایا، جس نے گھر گھر کنزالایمان شریف داخل کردیا، جس کا کوئی بیان اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ذکرِ خیر سے خالی نہیں ہوتا، سخت زیادتی اور شر انگیزی ہے۔ الحمد للہ عزوجل دعوتِ اسلامی کا پیغام اس وقت (آج سے تقریباً چار سال پہلے) دُنیا کے کم و بیش پچاس ممالک (اور اب کم و بیش ساٹھ ممالک) میں پہنچ چکا ہے۔ ایسے میں دعوتِ اسلامی کی مخالفت کرنا نادانستہ طور پر کافروں اور بدمذہبوں کو تقویت پہنچاتے ہوئے خود اپنے ہی پاؤں پر کلہاڑا چلانے کے مترادف ہے۔ کیونکہ دعوتِ اسلامی عقائد کے ساتھ ساتھ اعمالِ صالحہ کی تبلیغ کرنے والی واحد عالمگیر تحریک ہے اگر لوگوں کو دعوتِ اسلامی سے بدظن کیا گیا تو اعمالِ صالحہ کے شائقین سادہ لوح مسلمانوں کا بدمذہبوں کی طرف مائل ہونے اور معاذ اللہ ثم معاذ اللہ ان کے دامِ تزویر میں پھنس جانے کا شدید خطرہ ہے۔ لہٰذا دعوتِ اسلامی کے نظام میں اگر کوئی خرابی ہو بھی تو مل بیٹھ کر افہام و تفہیم کے ذریعے دور کرنا چاہیے، اسے تحریروں میں اچھال کر دشمنوں کو خوش کرنا اور دستاویزی ثبوت فراہم کرنا دانشمندی نہیں۔

مذکورہ کتابچے میں محمد الیاس قادری رضوی صاحب کی طرف منسوب مکتوب جعلی ہے، انہوں نے خود اس نقلی مکتوب کی قسمیہ تردید فرمادی ہے جو کہ یقیناً عندالشرع بھی مقبول ہے۔ جان بوجھ کر مذکورہ کتابچہ (اور اب رضائے مصطفیٰ کے مذکورہ مضامین) کی اشاعت کر کے ایک صحیح العقیدہ سنی مسلمان کے بارے میں معاذ اللہ منافق اور حکمِ کفر ہونے کا تاثر دینا خود اپنے آپ کو کفر کے غار میں دھکیلنا ہے۔ یہ مسئلہ یاد رکھئے! جو کسی مسلمان کو کافر سمجھ کر کافر کہتا ہے وہ خود کافر ہو جاتا ہے۔ مذکورہ کتابچہ (اور اب رضائے مصطفیٰ کے مذکورہ مضامین) کی اشاعت کرنے والوں پر توبہ واجب ہے اور چونکہ چھاپ کر دل آزاری کی ہے لہٰذا تحریر چھاپ کر معافی مانگیں۔

الحمد للہ عزوجل امیرِ اہلسنّت حضرت علامہ مولیٰنا محمد الیاس قادری رضوی دامت برکاتہم العالیہ پکے سنی رضوی اور مجددِ اعظم امام احمد رضا خان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سچے پکے شیدائی ہیں۔ آخر میں تمام برادرانِ اہلسنّت کی خدمت میں دردبھری اپیل کی جاتی ہے کہ دعوتِ اسلامی کا بھرپور تعاون فرمائیں اور کسی طرح کے غلط پروپیگنڈے کی طرف متوجہ نہ ہوں۔ اللہ عزوجل مسلکِ اعلیٰ حضرت کی داعی دعوتِ اسلامی کو دن دُگنی ترقی عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم...... دستخط مع مہر

حضرت علامہ مولانا شمس الہدیٰ صاحب قبلہ

استاد جامعہ اشرفیہ مبارکپور کے تأثرات

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

الحمدلولیہ والصلوٰۃ والسلام علی نبیہ وعلی الہ وصحبہ

'دعوتِ اسلامی کے قدم وہابیت کی جانب کیوں؟' نامی کتابچہ میری نظر سے گذرا جس سے مجھے بالکل ہی کچھ حیرت نہ ہوئی کیونکہ اس طرح کی بے سروپیر کی افواہیں بہت سنی اور دیکھی ہے جس کا حقیقت سے دور کا واسطہ نہیں۔ لہٰذا عوام وخواص اہلسنّت وجماعت اس طرح کی تخریبی اور مسلک مجدد اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کا شیرازہ منتشر کرنے والی بیہودہ تحریر پر قطعی کان نہ دھریں اور اسے ردی کی ٹوکری میں رکھ دیں۔ مرشدی الاعظم المفتی الاعظم رضی المولی تعالی عنہ کا کرم کہ اسی دن دیوانۂ اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ حضرت محمد الیاس قادری دام ظلہ سے فون پر میری تفصیلی بات ہوئی تو مذکورہ کتابچہ میں ان کی تحریر کی فوٹو کاپی جودی گئی ہے اس سے متعلق میں نے بس اطمینان خاطر کیلئے دریافت کیا تو انہوں نے تین بار قسم کھا کر فرمایا کہ حضرت وہ قطعی میری تحریر نہیں ہے۔ نیز اس کذب بیانی اور دروغ بافی پر کئی قرائن بھی ہیں۔ ماضی قریب میں سرکار ازہری میاں قبلہ دامت برکاتہم العالیہ القدسیہ اور حضرت محدث کبیر قبلہ سے جب مولانا کے متعلق میں نے ان کے خیالات معلوم کئے تو فرمایا محمد الیاس قادری کو میں رات کے اندھیرے میں بھی سنی صحیح العقیدہ جانتا ہوں۔ لہٰذا تخریبی مزاج افراد سے عرض ہے کہ مسلک حق کی تعمیر کا کام کریں یہ سب چکر اور فضول خرچی سے جماعت کو نقصان نہ پہونچائیں۔ ہاں کوئی خامی دیکھیں اس کی اصلاح فرمائیں۔......والسلام خیر اندیش

یہ تحریر کسی رشوت پر نہیں ہے خالصاً لوجہ اللہ تعالی وابتغاءً لرضاۃ المرشد الکریم رحمہ اللہ تعالی ہے۔

شمس الہدیٰ عفی عنہ

﴿ اسی جعلی مکتوب کو چھاپنے کے بارے میں زید، بکر، خالد کے فرضی نام سے کیے گئے استفتا کے جواب میں ﴾

حضرت مولانا مفتی محمد عبید الرحمن رضوی صاحب قبلہ

مفتی دارلعلوم منظر اسلام کا جامع فتوی

الجواب: ۸۶/۹۲ ے بلاثبوت شرعی کفر وغیرہ کسی گناہ کبیرہ کی نسبت کسی مسلم کی طرف جائز نہیں امام غزالی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں لایجوز نسبة کبیرہ الی مسلم من غیر تحقیق زید نے اگر واقعی بلاثبوت بکر کی طرف کفری اقوال کی نسبت کردی تو اس سے وہ اشد گنہگار، حرام کار، سزاوار عذاب نار، مستوجب غضب جبار ہے۔ اوس پر ان سے توبہ فرض۔ توبہ کرے اور بکر سے معافی چاہے۔ خالد کے پاس جب اس کی کوئی تحقیق نہیں تھی تو اس کیلئے بھی یہ جائز نہ تھا کہ اس کو شائع کرتا لہٰذا وہ بھی اس سے اشد گنہگار ہے۔ توبہ کرے اور بکر سے معافی چاہے۔ بلاوجہ کسی کو زبان وغیرہ کے ذریعہ اذیت پہونچانی سخت ناجائز۔ حدیث شریف میں ہے، من اذامسلما فقد اذانی ومن اذانی فقد اذی اللہ کہ جس نے کسی مسلمان کو اذیت پہونچائی اس نے مجھے پہونچائی اور جس نے مجھے پہونچائی اس نے خدا کو پہونچائی والعیاذ باللہ۔ غلط سوال کر کے مفتی کو دھوکہ دینا اشد ناجائز و حرام ہے۔ حدیث شریف میں ہے، من غشنا فلیس منا جس نے غلط سوال کر کے مفتی (اور یہاں ماہنامہ ’رضائے مصطفیٰ‘ میں علماء و عوام) کو دھوکہ دیا وہ اس سے بھی اشد گنہگار ہوا اس پر اس سے بھی توبہ لازم ہے۔ توبہ کرے اور آئندہ ایسی حرکت نہ کرے مفتی سوال کے اعتبار سے جواب دیتا ہے واقعہ کی تحقیق اس کی ذمہ داری میں داخل نہیں سوال صحیح تو اس کے اعتبار سے جواب بھی صحیح تو پھر وہ رجوع کس بات سے کرے ہاں سوال کی غلطی کا علم صحیح طریقہ سے اسے ہو جائے پھر بھی وہ اپنے اس جواب پر مصر رہے تو ناجائز ہوگا اور اس کے اس پر رجوع کا حکم ہوگا مگر کوئی مفتی ایسا نہیں کرسکتا کہ سوال کے غلط کا علم ہو اور پھر وہ اس پر مصر رہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مفتی محمد عبید الرحمٰن رضوی...... دستخط مع مہر

ان تمام شوہدات کے مطالعہ کے بعد یقیناً قارئین کرام بآسانی فیصلہ کرسکتے ہیں کہ مذکورہ کتابچہ میں دعوت اسلامی اور خود امیر دعوتِ اسلامی مولانا محمد الیاس عطار قادری دامت برکاتہم العالیہ پر لگائے گئے تمام الزامات بے بنیاد ہیں اور اکثر اکابرین علمائے اہلسنّت دعوتِ اسلامی سے متفق ہیں۔

دعوتِ اسلامی کی تائید کرنے والے اکابرین علمائے کرام نے نہ صرف یہ کہ تحقیق کی ہے بلکہ خود ان کا ذاتی مشاہدہ تھا کہ دعوتِ اسلامی اور خود امیر دعوتِ اسلامی مسلک اہلسنت کی ترویج و اشاعت میں کوشاں ہے۔ اور خالصۃ اہلسنّت وجماعت کے عقائد کے حامل ہیں۔ جیسا کہ ان اکابرین نے اپنی مبارک تحریرات میں اس کا ذکر فرمایا ہے۔

حضور فقیہ ملت جلالت علم و عمل حضرت علامہ مولانا مفتی جلال الدین احمد امجدی صاحب قبلہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا تصدیق شدہ ایک فتوی

مسئلہ ...... تحریک دعوتِ اسلامی کے لوگ دیوبندیوں کا کھلا رد نہیں کرتے، تو انکے اس طریقہ کار سے سنیت کا نقصان پہنچتا ہے یا فائدہ؟

الجواب...... تحریک دعوتِ اسلامی کے طریقہ کار سے سوائے فائدہ کے سنیت کا کوئی نقصان نہیں۔ کیونکہ فریضہ تبلیغ کو انجام دینے کیلئے ضروری نہیں کہ کھلا رد ہی کیا جائے۔ بلکہ حالات و مصلحت کے پیش نظر نرمی و ملائمت کا پہلو قبول حق کیلئے زیادہ معاون و مددگار ہوتا ہے۔ جیسا کہ حضرت موسیٰ و ھارون علیٰ نبینا علیھما الصلاۃ والسلام کو جب فرعون کی طرف تبلیغ کیلئے بھیجا گیا تو باوجودیکہ اس نامراد نے رب ہونے کا دعویٰ کیا تھا۔ پھر بھی نرمی و ملائمت سے سمجھانے کی بات کہی گئی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے...... فقولا له قولاً لیناً (سورۂ طٰہٰ، پارہ ۱۶ آیت ۴۴)

نیز منفعت کی غرض سے اہلِ باطل کا کھلا رد نہ کرنا اور اختلافی مسائل چھیڑے بغیر انہیں دعوت دینا کہ وہ ہم سے قریب ہو کر ہماری باتیں سنیں تا کہ مذہب حق قبول کرنے کیلئے راستہ ہموار ہو، یہ اندازِ تبلیغ قرآن سے ثابت ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ شانہ کا ارشاد ہوتا ہے...... قل یا اهل الکتاب تعالوا الی کلمة سواء بیننا و بینکم (پارہ ۳ سورہ ال عمران، آیت نمبر ۶۴)

لہٰذا دورِ حاضر میں جبکہ دیوبندیوں کی تبلیغی جماعت نماز کی آڑ لے کر اپنے عقائدِ باطلہ کو پھیلا رہی ہے اور سنیت کو زبردست نقصان پہنچا رہی ہے۔ ان کی اکثر مسجدیں ویران ہیں، راہِ سنت سے کافی دوری پائی جا رہی ہے ایسے ماحول میں ایک ایسی تحریک کی ضرورت تھی جو عوام میں پھیلی ہوئی بدعملی کو دور کرے۔ ویران مسجدوں کو آباد کرے۔ لوگوں کو راہِ سنت پر چلنے کی تلقین کرے اور ساتھ ہی دیوبندیوں کے پھیلائے ہوئے عقائد باطلہ کی روک تھام کر کے مسلک اعلیٰ حضرت کو فروغ دے اور بحمد اللہ تعالیٰ تحریک دعوتِ اسلامی اپنے منفرد طریقہ کار سے اپنے مشن میں کافی حد تک کامیاب نظر آتی ہے۔

چنانچہ اپنے دور کے اہل سنت و جماعت کے جید عالم دین، عظیم مفتی شارح بخاری حضرت علامہ مفتی محمد شریف الحق امجدی علیہ الرحمۃ تحریر فرماتے ہیں...... مولانا الیاس صاحب (امیر تحریک دعوتِ اسلامی) اتنا عظیم الشان، عالمگیر پیمانے پر کام کر رہے ہیں جس کے نتیجہ میں لاکھوں بدعقیدہ، سنی صحیح العقیدہ ہوگئے۔ اور لاکھوں شریعت سے بیزار افراد شریعت کے پابند ہوگئے۔ بڑے بڑے لکھ پتی، کروڑ پتی، گریجویٹ نے داڑھیاں رکھیں۔ عمامہ باندھنے لگے۔ پانچوں وقت باجماعت نمازیں پڑھنے لگے اور دینی باتوں سے دلچسپی لینے لگے۔ دوسرے لوگوں میں دینی جذبہ پیدا کرنے لگے۔ (ماہنامہ اشرفیہ جنوری ۲۰۰۰ء) اور بلاشبہ امیر دعوت کے کارناموں سے سنیت ہی کو فائدہ پہنچا ہے۔

قائد اہلسنت و رئیس القلم حضور علامہ ارشد القادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا قول

حضور علامہ مولانا محمد عبد المبین نعمانی صاحب قبلہ مدظلہ العالی فرماتے ہیں کہ قائد اہلسنّت ورئیس القلم حضرت علامہ ارشد القادری علیہ الرحمۃ نے ایک بارنا چیز سے خود فرمایا اور سچ فرمایا کہ یہ حقیقت ہے کہ ایک مولانا محمد الیاس قادری نے پوری دُنیا میں انقلاب برپا کردیا ہے۔ (تقریظ بر......ہمیں امیر اہلسنّت سے پیار ہے)

تو ثابت ہوا کہ مذکورہ کتابچہ میں علمائے کرام پر بھی جھوٹا اور بے بنیاد الزام لگایا گیا ہے ۔اس کا شرعی حکم کیا ہے اس کا فیصلہ تو خود علمائے کرام ہی کر سکتے ہیں۔

آخر میں سنیت کا درد رکھنے والے تمامی عاشقان اعلیٰ حضرت کی بارگاہ میں عرض ہے کہ ان تمام شواہدت وتائیدات علمائے اہلسنّت کے باوجود کیا 'دعوتِ اسلامی' یا امیرِ دعوتِ اسلامی کی مخالفت کر کے لوگوں کو اس سے دور کرنے میں سنیت اور مسلکِ اعلیٰ حضرت کی عظیم خدمت پوشیدہ ہے؟ یا دعوتِ اسلامی کا ساتھ دے کر کافروں اور بدمذہبوں کو منہ توڑ جواب دیتے ہوئے اپنے بھٹکے ہوئے بھائیوں کو مسلکِ اعلیٰ حضرت کے قریب لانے کی کوشش کرنے میں ترویجِ مسلک وخدمتِ دین موجود ہے؟ اگر آپ کے سینے میں مسلکِ اعلیٰ حضرت کیلئے ذرا سی بھی تڑپ ہوگی تو یقیناً آپ کو ضمیر جھنجھوڑ جھنجھوڑ کر یہی کہے گا کہ یقیناً دعوتِ اسلامی کا ساتھ دینے ہی میں دین اور مسلک اعلیٰ حضرت کی خدمت مضمر ہے، نہ کہ اس کی مخالفت کرنے میں۔

ہم نے اپنی کوشش کر لی ہے۔حق آپ کو پہچاننا ہے، یا باطل آپ کو چھوڑنا ہے، قیامت میں ہر ایک کو اپنا حساب دینا ہے۔

مولیٰ عزوجل ہم سب کو راہِ حق پر چلنے کو توفیق عطا فرمائے اور مسلک اعلیٰ حضرت پر تادمِ مرگ قائم رکھے۔

آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

مرکزی دار الافتاء بریلی شریف کے قاضی صاحب کی

ماہنامہ 'رضائے مصطفیٰ' کے بارے میں تازہ تحریر و اہم فیصلہ و تاریخی فتویٰ

(یہ فتویٰ مجھے کسی اسلامی بھائی نے Scan کر کے میل کیا تھا جو انہوں نے امیرِ اہلسنّت ودعوت اسلامی پر اتنے بڑے بہتان کے جواب میں قاضی صاحب قبلہ کی بارگاہ سے پایا تھا۔ اسی سے آپ اندازہ لگایئے گا کہ مرکزِ اہلسنّت بریلی شریف ماہنامہ رُضائے مصطفیٰ' والوں کی نازیبا حرکتوں سے کیسا بیزار اور دعوت اسلامی کا کتنا طرفدار ہے، اور واقعی دعوت اسلامی بھی عالمگیر سطح پر مسلکِ اعلیٰ حضرت کی دھوم مچانے پر ان کی شفقتوں کی صحیح حقدار ہے۔ اسی طرح کی پذیرائی و کرم نوازی کا مظہر ایک مضمون 'مظلوم مبلغ' کے بیک پیج ٹائٹل پر 'عالمگیر تحریک دعوت اسلامی کی حمایت میں مرکز اہلسنّت بریلی شریف کا اہم فیصلہ' کے عنوان سے بھی چھپ چکا ہے۔)

قاضی عبد الرحیم بستوی صاحب دامت برکاتہم کا تازہ فتویٰ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب نمبر ۶۵۲ میرا ہی جواب ہے اور انجینئر سعید حسن نے مولانا محمد الیاس قادری صاحب کی جانب جو تحریر منسوب کی تھی اور وہ ثابت نہ کر سکے اور تحریر (علماء مقدس پتھر ہیں......) جعلی ثابت ہوئی تھی، اس لئے انجینئر سعید حسن کو توبہ کا حکم دیا گیا تھا۔ وہ جواب بالکل درست ہے اور جس تحریر (علماء مقدس پتھر ہیں......وغیرہ) کی نسبت مولانا محمد الیاس قادری صاحب کی جانب کی گئی ہے وہ جعلی و غلط ہے اور ایسے لوگ لائقِ تحسین نہیں ہیں جو مسلمانوں کے درمیان افتراق و اختلاف پیدا کرنا چاہتے ہیں۔
ماہنامہ رُضائے مصطفیٰ' گوجرانوالہ ماہِ صفر المظفر ۱۴۲۸ھ صفحہ ۲۰، ۲۱ میں جو مضمون اس کے متعلق چھپا ہے وہ صحیح نہیں ہے۔

دستخط ومہر

فقط
کتبہ القاضی محمد عبد الرحیم البستوی غفرلہ القوی
مرکزی دار الافتاء ۸۲ سوداگران بریلی شریف
۱۸ / صفر المظفر ۱۴۲۸ھ

لیجئے قارئین! صحیح صورتحال آپ کے سامنے ہے۔ سچا کون؟ جھوٹا کون؟ آپ پر کھل چکا ہے۔ بڑے بڑے دعوے کرنے سے اگر کام چلتا تو ہم بھی مان لیتے کہ ہر وہ شخص لازمی طور پر سچا ہی ہے جو خود کا سچا ہونا اور عادی طور پر جھوٹ سے بری ہونا بیان کرتا پھرے۔

نیز آپ نے اس کتاب میں مذکورہ جعلی خط چھاپنے کے احکاماتِ شرعیہ بھی ملاحظہ فرمائے کہ چونکہ انہوں نے اس فتویٰ کو کتابچہ میں چھاپا تو بحکم توبة السر بالسر و توبة العلانية بالعلانية 'علانیہ گناہ کی توبہ علانیہ اور خفیہ کی خفیہ ہے'......تحریر چھاپ کر اپنی غلطی کا اعتراف کرتے ہوئے بتائیں۔'......(قاضی صاحب)

'اور چونکہ چھاپ کر دل آزاری کی ہے لہٰذا تحریر چھاپ کر معافی مانگیں۔'......(اویسی صاحب)

تو اب چاہئے یہ کہ ہم اپنے ان جھوٹے مکتوب چھاپنے والے مسلمان بھائیوں کی بھی خیر خواہی کریں اور انہوں نے مسلمانوں کی جو دل آزاریاں کیں (جو شروع بھی انہی کی طرف سے ہوئی تھیں) انہیں کسی طرح اس کا احساس دلائیں اور یہ تحریر چھاپ کر اعتذار فرمائیں تاکہ یہ مواخذہ اخروی سے نجات پائیں، سمجھ جائیں اور اس دنیا ہی میں عاجزی وانکساری کے ساتھ معافی تلافی کے ذریعے یہ ڈھیروں ڈھیر حقوق تلفیاں معاف کروالیں اور اس سے سچی توبہ کرتے ہوئے آئندہ کے لئے سنیوں کے بارے میں ایسا انداز اختیار کرنے سے کامل احتراز فرمائیں ۔

تنگ ہے دل وسعتِ دامانِ محشر دیکھ کر
اے جنوں ہم پاؤں پھیلاتے ہیں چادر دیکھ کر

اگرچہ یہ بہت بعید معلوم ہوتا ہے کہ ضد سٹیج ہی ایسی ہے کہ جو اس پے چڑھا عموماً اس نے پھر اترنے کا نام ہی نہ لیا، جیسا کہ اس انجینئر موصوف کا حال ظاہر ہوا کہ سب کے سامنے جھوٹ ثابت ہو لیا مگر مجال ہے کہ جو اکڑی گردن جھکے اور جھوٹی شان کی ناک کٹے۔ مگر ہاں، نسبتوں کی بڑی بہاریں ہوا کرتی ہیں۔ اللہ کرے نسبتیں سلامت رہیں اور ان کی بہاروں سے عاجزی کا میوا اور رجوع کا شیوا نصیب ہو اور یہ ماہنامہ بنام 'رضائے مصطفیٰ' کو ایک بار پھر حقیقی رضائے مصطفیٰ کا جویا بنانے کے لئے اس میں تحریری طور پر غلطی کا اعتراف ومعذرت کرکے ان جید مفتیانِ کرام کے فتاویٰ واحکامِ شرعیہ پر عمل پیرا ہوں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ اس کی برکت سے انکی کھوئی عظمت پھر بحال ہوگی کہ ارشاد حدیث ہے، من تواضع لله رفعه الله نیز انکی اس ہمتِ مردانگی اور اعلیٰ ظرفی سے اہل اسلام وسنت میں ایک بار پھر اتحاد واتفاق قائم ہوگا اور نفرتیں محبتوں میں بدل کر روٹھے من جائیں گے، بچھڑے مل جائیں گے اور ایک بار پھر مل جل کر دین وسنیت کی خدمات بجالانے کیلئے فضا ہموار ہوگی اور پھر اسی خدمت اسلام وسنیت کے صدقے جنت کے عالیشان محلوں میں امن آشتی کے مکانوں میں باہم محبت وپیار سے آمنے سامنے تکیہ لگائے بیٹھ کر عیش دوام نصیب ہوگی۔

ارے او سونے والے دل، ارے او سونے والے دل
سحر ہے، جاگ غافل، دیکھ تو عالم منور ہے
مبارک ہو حسن سب آرزوئیں ہو گئیں پوری
اب ان کے صدقے میں عیشِ ابد تجھ کو میسر ہے

(ذوقِ نعت)

اللہ کرے ایسا ہی ہو......آمین بجاہِ سیّد المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم ۰ الصّلوٰۃ و السّلام علیك یا رسول اللّٰہ

ہم صاحبِ انصاف ہیں طالبِ انصاف

(بسلسلہ حمایت ''ظلوم مبلغ'')

از......حضرت مولانا مفتی محمد عمران حنفی قادری دارلافتاء جامعہ نعیمیہ لاہور

؎ عجز و نیاز سے تو وہ آیا نہ راہ پر .... دامن کو اسکے آج حریفانہ کھینچئے

محترم جناب ابوداؤد محمد صادق صاحب! السلام علیکم ورحمۃ اللہ......

آپ کی زیر سرپرستی نکلنے والے 'ماہنامہ رضائے مصطفیٰ' کے بگڑے ہوئے مزاج کی کچھ عیادت مقصود ہے۔ چند سال ہوئے کہ اسے مولانا الیاس قادری صاحب مدظلہ اور دعوت اسلامی والوں سے عناد کا موذی مرض لاحق ہے۔ اس مرض کے دفع اور مریضِ بدمزاج کی صحت یابی کیلئے کڑھتے اور دعائیں کرتے رہے مگر......

ع مرض بڑھتا گیا جوں جوں دعا کی

پھر کیا ہوا کہ اس مرض کی ترقی نے اسے اس حالت کو پہنچایا کہ یہ اہلسنّت کے محبوب امیر مولانا الیاس عطّار قادری صاحب مدظلہ کے بارے میں ہذیان بکنے لگا ؎

گرچہ جرمِ عشق غیروں پر بھی ثابت تھا ولے
قتل کرنا تھا ہمیں، ہم ہی گنہگاروں میں تھے؟

یہ سلسلہ جاری رہا تا آں کہ ابھی حال ہی میں ماہ فروری کا 'ماہنامہ رضائے مصطفیٰ' دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ آخری صفحات میں ایک مضمون بعنوان 'امیر دعوت اسلامی کا قبول حق و اظہار حق سے گریز' پر نظر پڑی تو حیرانی کے عالم میں بایں خیال اسے بغور پڑھا کہ نہ جانے اب مولانا محمد الیاس قادری صاحب اور مولانا ابوداؤد صاحب کے درمیان کون سے 'اصولی و اعتقادی' مسائل میں 'معرکہ حق و باطل' بپا ہے۔ لیکن افسوس اس مضمون کو پڑھنے کے بعد مضمون نگار کے علمی افلاس کی بنا پر بار بار مشہور محاورہ 'کھودا پہاڑ، نکلا چوہا (وہ بھی مردہ)' ذہن میں آتا رہا۔ کیونکہ مضمون نگار نے محض سپیکر اور مووی جیسے اختلافی و فروعی مسائل کو بنیاد بنا کر یہ بیہودہ تصور اجاگر کرنے کی ظالمانہ کوشش کی ہے کہ مولانا محمد الیاس قادری صاحب سپیکر و مووی کے مسئلہ میں مضمون نگار کے ساتھ متفق نہ ہو کر گویا 'حق کے منکر' ہو چکے ہیں۔ (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ)

جناب والا! مضمون نگار جاہل ہی سہی اسے مذکورہ مسائل کی حقیقت کا علم نہ سہی لیکن آپ تو ماشاء اللہ ایک عالم و فاضل ہستی لگتے ہیں۔ یہ آپ پر لازم کہ آپ اپنے مضمون نگاروں کو اولاً تو یہ بتائیں کے نزاع گریزی اور بات ہے اور حق گریزی چیزے دگر۔ پھر یہ سیدھی سی بات انہیں سمجھائیں کہ سپیکر اور مووی کے مسائل اصولی نہیں فروعی ہیں اور فروعی مسائل میں اصول وقواعد کے مطابق اکابر سے مختلف ہو کر انسان ترکِ حق کا مرتکب نہیں گردانا جاتا بلکہ حق دونوں طرف تسلیم کرنے میں ہی بھلائی ہوتی ہے۔

جناب محترم! اگر فروعی اختلاف کی بنا پر 'قبولیتِ حق سے گریز' لازم آتا ہے تو پھر آپ کے یہ مایہ ناز مضمون نگار کیا آئمہ اربعہ، صاحبین اور حضور سیدنا غوث اعظم وغیرہم عظیم ہستیوں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم کو ایک دوسرے کے نزدیک قبولِ حق سے گریز پا دینے کی مردود کوشش کریں گے......؟؟؟

فرق یار و غیر میں بھی اے بتاں کچھ چاہیئے
اتنی ہٹ دھرمی بھی کیا، انصاف فرمایا کرو

حضور والا! آپ اس طرف توجہ کیوں نہیں فرماتے کہ آپ کے انہی 'بے نام' مضمون نگاروں کی ہفوات و بکواسات (مثلاً گزشتہ برس کے انہی ایام کے رسالوں میں مولانا محمد الیاس قادری رضوی صاحب کو 'خود ساختہ امیر، دوغلہ، بیوفا، دورنگا، زمانہ ساز، بدعتیں جاری کرنیوالا، سستی شہرت و دولت کی بنا پر مغرور وسخت دل وغیرہ وغیرہ بیہودہ القابات عطا کرنے) کے ردعمل میں 'مظلوم مبلغ' نامی کتاب لکھی گئی۔ پڑھ کر دیکھا تو ہمارے جذبات کی عکاس پائی۔ یہ جامعہ نعیمیہ ہی کے ایک فاضل مولانا عابد حجازی صاحب نے تحریر کی تھی۔ بعض لوگوں نے یہ شور شرابا کرنے کی کوشش کی کہ اس لڑکے کو کیا حق پہنچتا تھا کہ بڑوں کے بارے میں لکھے۔ میں کہتا ہوں، ارے! یہ نہ دیکھو کہ دردِ سنیت کا یہ مجسمہ ابھی سفید ریش نہیں ہوا، بلکہ یہ دیکھو اس نے بات کتنے پتے کی کہی ہے۔ وہ سنیت کے درد سے مملو ہے۔ واقعی ان عاقبت نااندیشوں کو اپنی جھوٹی آن بان کے قیام کا زعم ترک کر کے اجتماعی نقصان ضرور پیشِ نظر رکھنا چاہیئے۔ ہمیں اس کی درد بھری باتوں اور حقائق کی پردہ کشائیوں نے بہت متاثر کیا۔ کوئی ایک نظر بغیر تعصب کے اسے پڑھ کر دیکھے تو سہی۔ یقیناً وہ اس کے درد سے حصہ پائے گا۔

میں کہتا ہوں 'مظلوم مبلغ' وہ کتاب ہے جس نے کئی سالوں سے قائم حق بیانی کے زعم کا پول کھول دیا۔ 'مظلوم مبلغ' وہ کتاب ہے جس نے غلط روش اختیار کر کے اہلسنّت کو نقصان پہنچانے والوں کے فریب کا پردہ چاک کر دیا۔ 'مظلوم مبلغ' ہی ہے جس نے اس وقت اسلام وسنیت کیلئے نہایت سودمند بلکہ سب سے بڑھ کر نافع تحریک کے دفاع کا حق ادا کرنے کی بھرپور سعی کر ڈالی۔ 'مظلوم مبلغ' نے کھول دیا کہ اصول وقواعدِ اکابر چھوڑ کر کون ان کی معیت کی برکتوں سے محروم چلا پھرتا ہے۔ 'مظلوم مبلغ' نے دلائل سے اپنا موقف ثابت کر دیا کہ امیر اہلسنّت مولانا الیاس عطاؔر قادری صاحب دامت برکاتہم واقعی ایک مظلوم مبلغ ہیں کہ باوجود بے وسائلی کے جان جوکھوں میں ڈال کر کفر، بدمذہبی اور بدعملی کا بھرپور مقابلہ کرتے ہوئے طرح طرح کے مصائب تو سہے جو سہے، مگر بیگانوں پھر اپنوں کی قسم قسم کی ستم ظریفیوں کا بھی بری طرح شکار ہونا پڑا۔ یہ حضرتِ امیر کے تن دہی سے اسلام وسنیت کی خدمت میں مصروف رہنے ہی کی وجہ ہے کہ ازلی بدفطرت کفار و بدمذاہب کے نشانے پر ہیں۔ مگر سوچنے کی بات ہے کہ یہ حضرات (اراکینِ ادارہ 'رضائے مصطفیٰ') بڑے مزے سے بیٹھے اپنوں ہی پر تیر کستے بلکہ چھوڑتے ہیں، انہیں کبھی کسی نے نشانے پر رکھنے کی زحمت نہیں کی۔ اس کی ایک وجہ شاید یہ بھی ہو کہ جو بغیر کچھ لئے دئے ہی دوسروں کا کام کرے، (اہلسنّت کے تعمیری کاموں میں رکاوٹ ڈالے) اسے چھیڑنے کی کس کافر کے سر میں مت ہوگی۔ بس جب گھر بیٹھے تماشہ دیکھنے سے کام بنے تو کون خواہ مخواہ دشمنِ جان وآرام بنے۔

'مظلوم مبلغ' نے تعلیماتِ اعلیٰ حضرت کی حقیقت بنیاد خوشنما جھلکیاں علما وعوام کے سامنے رکھ کر مقدمہ ان کی بارگاہ میں پیش کر دیا۔ 'مظلوم مبلغ' نے تقاضا ہائے انصاف کا شہرہ کر کے اپنے افعال پر نظرِ ثانی کر کے اصلاحِ احوال کا پیغام عام دے دیا، مگر افسوس کہ یہ اب بھی سمجھنے سے قاصر اور اپنی روش پر بضد ہیں ؎

دل میں اس شوخ کے نہ کی تاثیر — 'آہ' نے آہ! نارسائی کی

اس 'مظلوم مبلغ' میں بیان کی گئی ابحاث، اٹھائے گئے اعتراضات اور توجہ دلاؤ نکات کا (باوجود بسلسلۂ ردِ مظلوم مبلغ' لکھنے کے) کوئی معقول اور سنجیدہ جواب دینے سے تو قاصر رہے مگر آپ کے یہ بے نام یا پردہ دار مضمون نگار مکھی پر مکھی مارتے اور وہی پرانا راگ الاپتے چلے جا رہے ہیں۔ ہماری نظر بڑوں پر رہی کہ کوئی انہیں سمجھا دے مگر شاید کسی نے اس بنا پر قدم نہ اٹھایا کہ ان کا انداز زبانِ حال سے یہی دکھتا ہے کہ ؎

مجھے کام رونے سے اکثر ہے ناصح — تو کب تک میرے منہ کو دھوتا رہے گا

لیکن جب برداشت سے باہر ہوا تو اس جواں سال فاضلِ باکمال نے بہت بہترین علمی احتساب کیا۔ جواباً اگر چہ وہی شعر میں مذکور صورتحال ظاہر ہوئی مگر واضح ہے کہ گلا بیٹھ چکا ہے اور رونے کا انداز بھی اب مصنوعی ہے جو بھرم قائم رکھنے کے سوا کچھ نہیں۔ جبھی تو اب یہ دیگر ذرائع سے رانا عابد حجازیؔ صاحب کو دبانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ چنانچہ معلوم ہوا ہے کہ آپ کے کچھ 'داؤدی ستارے' مظلوم مبلغ کے اس مظلوم مصنف مولانا عابد حجازیؔ صاحب سے غیر مشروط 'معافی و توبہ' کا مطالبہ بھی کرتے پھر رہے ہیں اور اس مقصد کو پانے کیلئے حسن بن صباح کے پیروں کاروں کے طریقہء بے سلیقہ کے مطابق دھمکی آمیز فون کالز کا سہارا بھی لے رہے ہیں۔

جناب والا! اپنے مریدین خاص طور پر مرید کے، نارووال اور پسرور کے 'داؤدی ستاروں' کو بھی وہ سبق دیں جو آپ نے آج سے تقریباً نصف صدی پہلے، امام اہلسنّت غزالیٔ زماں حضرت علامہ مولانا سیّد احمد سعید کاظمی شاہ صاحب کو عرض کیا تھا۔ اُمید ہے کہ آپ کو یہ بات بخوبی یاد ہوگی کہ آپ ہی کی طرف سے لگائے گئے 'فتویٰ کفر' کی زد سے نکلنے کیلئے قبلہ غزالیٔ زماں نے ایک کتاب احسن التقریر فی الانجاء من حکم التکفیر تحریر فرمائی تھی اور آپ نے فتویٰ تکفیر سے رجوع کے بجائے اپنے فتویٰ کی حمائیت اور احسن التقریر کے رد میں ایک کتاب افضل التقریر تحریر فرمائی تھی۔ جس میں ابتدائی گفتگو کرتے ہوئے آپ تحریر فرماتے ہیں، 'ہاں یہ عرض کرنا ضروری ہے کہ علم پر کسی کی اجارہ داری نہیں ہے۔ لہٰذا کسی زعم و گھمنڈ میں مسئلہ دینی پر سرسری نظر ڈالنے کی بجائے خلوص وللّٰہیت کے ساتھ اس پر غور کرنا چاہئے۔'

حاجی صاحب! اس حقیقت سے انکار ممکن نہیں کہ اگر آپ نے یہ سبق اپنے مریدوں کو بھی پڑھایا ہوتا تو وہ آج جگہ جگہ یہ رونا نہ رو رہے ہوتے کہ دیکھو جی! عابد حجازیؔ تو ابھی کل کا بچہ ہے اور قبلہ حاجی صاحب پرانے بزرگ، تو چھوٹوں کو کیا حق پہنچتا ہے کہ وہ بزرگوں کے مقابلہ میں کچھ لکھیں۔ (حالانکہ یہ مریدین اتنا بھی نہیں سمجھتے کہ مولانا عابد حجازیؔ صاحب نے تو حاجی صاحب کی بارگاہ میں اس پردہ دار مضمون نگار کی شکایت عرض کی ہے جس نے مولانا محمد الیاس عطار قادری صاحب کے خلاف بیہودہ زبان استعمال کی تھی۔ اگر اس سے کسی بڑی ہستی کا ادب ملحوظ نہ ہونا قرار بھی دیا جاتا ہے تو وہ غلطی حجازیؔ صاحب کی کیوں شمار کی جاتی ہے، اسکے ذمے دار تو رسالے کے مدیر جناب حفیظ نیازیؔ صاحب ہیں کہ انکو چاہئے تھا کہ اصول صحافت کے مطابق ہر مضمون کے ساتھ محرر کا نام بھی لکھا کریں تا کہ ان تحریروں کے رد کرنے والا مقابل کی حیثیت کو پیش نظر رکھ سکے۔) 'نیز افضل التقریر' کے سن تالیف (۱۹۶۰ء) کو ذہن میں رکھتے ہوئے غور کریں کہ جب وہ کتاب لکھی گئی تھی تو اسوقت آپ کی عمر عزیز کتنی تھی؟؟ اور علمی معاملات میں بڑے چھوٹے کا یہی فرق ملحوظ نہ ہونا اپنے مریدوں کو بھی سمجھائیں تا کہ وہ بھی کچھ ذہنی سکون پائیں اور ناحق حجازیؔ صاحب کو ستانے کے زعم میں خود کو نہ کھپائیں کہ کہیں ایسا نہ ہو 'مظلوم مبلغ' کے بعد حجازی صاحب کا کوئی حمایتی 'مظلوم مصنف' لکھ ڈالے۔ نیز یہ یاد رکھنے کی بات ہے

کہ 'دھونس دھاندلی' سے بفرضِ غلط اگر ایک حجازی کی 'قلم' بندی ہو بھی جائے تو اس سے امیرِ اہلسنّت مولانا محمد الیاس عطار قادری صاحب کی حمایت میں لکھنے والے ختم نہیں ہو جائینگے کیونکہ مولانا محمد الیاس قادری صاحب اہلسنّت کے محسن ہیں اور اپنے محسن کی حمایت میں لکھنے والے سینکڑوں سے بڑھ کر ہزاروں کی تعداد کو پہنچ رہے ہیں۔ تو کہیں ایسا نہ کہ پھر یہ صورتِ حال پیش آئے۔

کس کس ستم زدے نے دامانِ یار کھینچا　　　　پھرتا ہے میر تو جو پھاڑے ہوئے گریباں

لہٰذا ہم سب سنیوں کی بہتری اسی میں ہے کہ یہ سلسلہ ختم کیا جائے کیونکہ اس سے سنیت کا ہی نقصان ہے اور اس نقصان سے نجات اسی صورت ممکن ہے کہ آپ بڑے پن کا ثبوت دیں اور چونکہ پہل آپ کے ادارے والوں کی طرف سے ہوئی ہے اس لئے آپ ہی ان لوگوں کو اس بات کا پابند فرمائیں کہ آئندہ ہرگز ہرگز محض فروعی مسائل میں اختلاف کی وجہ سے رسالہ 'رضائے مصطفٰی' میں کسی سنی عالم کی، بالخصوص نامزد کرکے، تحقیر اور طعن و تشنیع نہ کی جائے۔ پھر دیکھئے آپ کی اس کرم نوازی کے اسلام و سنیت کیلئے کیسے مثبت نتائج ظاہر ہوتے ہیں۔

والسلام مع الاکرام

خادمِ سنیت، محمد عمران حنفی قادری

مدرس جامعہ نعیمیہ لاہور

قاضی صاحب کے فتوے اور مفتیانِ کرام کی تصدیقات کا عکس

[illegible]

سنی حنفی قادری رضوی

دامان مصطفیٰ رضا